Government of Tamilnadu

اُردو

URDU READER

ساتویں جماعت کے لئے

VII - STANDARD

Untouchability
Inhuman - Crime

Department of School Education

© Government of Tamilnadu
First Edition - 2011
Reprint - 2012
(Published under Uniform System of School Education Scheme)

CHAIRPERSON

Dr.Perveen Fathima,
Head., Dept. of Urdu,
Queen Marry's College,
Chennai – 600 005.

REVIEWER

Dr.M.Sayeeduddin,
Head, Dept. of Urdu,
Islamiah College,
Vaniyambadi.

AUTHORS

Mr.Syed Rizwan,
P.G. Teacher in Urdu.,
Islamiah Boys Hr. Sec. School,
Vaniyambadi

Mr.A.Mohammed
Sharfuddin.,
Head Master,
PUM Urdu School.,
Mathigiri, Hosur – 635 109.

Mrs.Noorunnisa,
SGT in Urdu,
Govt. Hobart Girls Hr. Sec. School,
Royapettah, Chennai – 600 014.

Laser Typeset , Layout & Illustrations: T. Raghu & M. Vijayasarathy

Drawings & Book Wrapper: Aras

Textbook Printing

Tamilnadu Textbook Corporation,
College Road, Chennai - 600 006

Price : Rs.

This book has been printed on 80 G.S.M.Maplitho Paper

Printed by offset at:

قومی ترانہ

جَن گَن من ادھنا یک جئے ہے
بھارت بھاگیہ وِدھاتا
پنجاب، سندھ، گجرات، مراٹھا
دراوڑ اتکل ، ونگا
وندھیہ ، ہماچل، یَمُنا، گنگا
اُت چل جَل دھی ترنگا
تواشبھ، نامے جاگے
تواشبھ، آشش ماگے
گاہے توا جئے گاتھا
جن گن منگل دایک جئے ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
جَے ہے جَے ہے جَے ہے
جئے، جئے، جئے جئے ہے

(رابندرناتھ ٹاگور)

قومی یکجہتی کا اقرار

ہندوستان میرا وطن ہے، سارے ہندوستانی میرے بھائی بہن ہیں، مجھے اپنے وطن سے محبت ہے اور میں اس کے بھرپور اور گوناگوں ورثے پر نازاں ہوں، میں ہمیشہ اس کا اہل بننے میں کوشاں رہوں گا، میں اپنے ماں باپ، اساتذہ اور بزرگوں کا احترام کروں گا اور ہر ایک سے اخلاق کے ساتھ پیش آؤں گا۔ میں اپنے وطن اور اس کے باشندوں کے لئے جاں نثاری کا اقرار کرتا ہوں انھیں کی خوش حالی اور فراغت میں میری مسرت پوشیدہ ہے۔

بھارت کے روبرو بحیثیت طالب علم میں اقرار کرتا/کرتی ہوں۔

نام: اسکول: جماعت:

میں ہندوستانی ہوں۔ ذات پات اور مذہب کے تفرقات کو مٹاتے ہوئے اسکول کی تعلیم کے ذریعہ جو فائدے میں حاصل کروں گا/کروں گی۔ انھیں ملک کی بہبودی و فلاح کے لئے صرف کروں گا/کروں گی۔ وندے ماترم

دستخط:......................................

تمل زبان کی عظمت

حسینۂ زمین، پُر جوش سمندر کو اوڑھے ہوئے ہے۔ خطّہ بھارت اس حسینہ کا دمکتا ہوا چہرہ ہے۔ علاوہ دکن اس چہرے کی پُر وقار ہلال نما پیشانی ہے۔ جس پر دراوڑ کا مہکتا ہوا تلک لگا ہوا ہے!

اے قابلِ فخر دوشیزۂ تمل! اے دوشیزۂ تمل

تو ہی اس تلک کی خوشبو ہے۔ جس سے سارا جہاں لطف اندوز ہو رہا ہے دنیا کا چپّہ چپّہ تیری مہکتی خوبیوں سے معطّر ہو رہا ہے!

ہم تیری پُر شکوہ، سدا بہار جوانی کے جوہر پہ حیران، بے خودی کی عالم میں تیری عظمت کے گیت گاتے ہیں۔

اے دوشیزۂ تمل زندہ باد! پائندہ باد!

مترجم: سجاد بخاریؔ پے۔ سندرم پلّے ''منون مینم''

فہرست

.1	حمد	قتیلؔ شفائی	نظم	2
.2	اللہ کا گھر			6
.3	کہنا بڑوں کا مانو	الطاف حسین حالیؔ	نظم	10
.4	حضرت یوسف علیہ السلام			14
.5	ہمدردی	علامہ اقبالؔ	نظم	19
.6	حضرت علیؓ کی جاںنثاری			22
.7	بہار	شوقؔ قدوائی	نظم	25
.8	برائی کا بدلہ	محمد یعقوب اسلم		28
.9	بچہ	تلوک چند محرومؔ	نظم	34
.10	مولانا ابوالکلام آزاد			37
.11	میرا دیس	افسرؔ میرٹھی	نظم	42
.12	نواب سی عبدالحکیم	ڈاکٹر سید صفی اللہ		47
.13	ہماری عید	حفیظؔ جالندھری	نظم	54
.14	چھوٹی بچت			58
.15	گلاب	حافظ باقوی	نظم	62
.16	فضائی کثافت اور شجرکاری			66
.17	طفل مکتب	نورؔ آفاق	نظم	71
.18	جراثیم			75
.19	رباعیات	(انیسؔ، اکبر، امجدؔ اور اصغر ویلوری)		79
.20	شرارت کا جواب		ڈرامہ	81

قواعد (گرامر)

.1	اسم کی قسمیں		86
.2	اسم عام کی قسمیں		87
.3	اسم خاص کی قسمیں		87
.4	جنس اور اس کی پہچان		89
.5	مصدر اور مشتق		90

حصّہ نان ڈیٹیل (سرسری مطالعہ)

.1	ایماندار لڑکی	ماخوذ	92
.2	ایک اور ایک گیارہ	مالک رام	96
.3	ہارون الرشید اور بہلول دانا	ماخوذ	100
.4	پرہیزگار خلیفہ	ماخوذ	103
.5	شہزادوں کا امتحان	ماخوذ	106
.6	پیار کا چراغ	ماخوذ	111
.7	سلطان کا فیصلہ		115
.8	عقل مند شہزادہ	گلستان کی کہانیاں	120
.9	بیٹی جیسی گڑیا (اطالوی کہانی)	ستار طاہر (مترجم)	124
.10	صحبت کا اثر	رضوان احمد	129

☆☆☆☆☆

حصّۂ نظم

حمد باری تعالیٰ

قتیلؔ شفائی

سب سے بڑا ہے تو میرے اللہ
ساری بڑائی تیرے لئے ہے
تیرے لئے ہیں سب تعریفیں
ہر سچائی تیرے لئے ہے

تیرے نام کے شیدائی ہیں
سب دنیا میں سارے زمانے
کیا بلبل کیا کوئل قمری
گاتے ہیں سب تیرے ترانے
گلشن گلشن ہر پنچھی کی
نغمہ سرائی تیرے لئے ہے

تیرا نام وہ نام ہے مولیٰ
جو پتھر کو موم بنائے
جو مظلوم کو بخشے ہمت
جو ظالم کو رحم سکھائے
جو بھی کسی بندے نے کسی سے
کی ہے بھلائی تیرے لئے ہے

اکڑ اکڑ کر چلنے والا
تیرے آگے جھک جاتا ہے
چلتا ہوا خنجر قاتل کا
تیرے نام سے جھک جاتا ہے
آپس میں دو انسانوں کے
صلح صفائی تیرے لئے ہے

فکر ونظر

اس نظم میں قتیل شفائی نے اللہ کی بڑائی اور عظمت کا ذکر کیا ہے۔ دنیا کی ساری مخلوق خواہ انسان ہو کہ جانور یا پرندے، سب اسی کی تعریف کے گن گاتے ہیں۔ سب اپنی اپنی زبانوں میں خدا سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ خدا کے نام کی برکتیں بے شمار ہیں۔ ان میں سے چند اہم باتیں شاعر نے بیان کی ہیں۔

1۔ اللہ کا نام پتھر کو موم بنا دیتا ہے۔
2۔ مظلوم کو ہمت عطا کرتا ہے۔
3۔ ظالم کو رحم کرنا سکھاتا ہے
4 ایک انسان کو دوسرے انسان کے ساتھ بھلائی کرنا سکھاتا ہے
5۔ مغرور انسان میں عاجزی وانکساری پیدا کرتا ہے
6۔ دشمن کے خنجر کو جھکا دیتا ہے
7۔ دو انسانوں کے درمیان صلح صفائی کراتا ہے

بتایئے کہ یہ ساری باتیں انسان کو میسّر نہ ہوں تو دنیا کا نقشہ کیا ہوتا ؟ کیا لوگ اس دنیا میں جی پاتے ؟ کیا کوئی انسان دوسرے انسان کی مدد کرتا ؟

مشق

I۔ معنی اور اشارے

حمد	-	وہ نظم جس میں اللہ کی تعریف کی گئی ہو
شیدائی	-	چاہنے والے ، محبت کرنے والے
پنچھی	-	پرندے

نغمہ سرائی	-	تعریف میں گیت گانا
خنجر	-	کٹار ، چھوٹی تلوار
قاتل	-	قتل کرنے والا
صلح صفائی	-	میل ملاپ کرانا

II۔ ذیل میں دئے گئے اشعار کے جوڑ لگائیے۔

تیرے لئے ہیں سب تعریفیں	نغمہ سرائی تیرے لئے ہے
گلشن گلشن ہر پنچھی کی	تیرے آگے جُھک جاتا ہے
تیرا نام وہ نام ہے مولیٰ	تیرے نام سے جھک جاتا ہے
اکڑ اکڑ کر چلنے والا	جو پتھر کو موم بنائے
چلتا ہوا خنجر قاتل کا	ہر سچائی تیرے لئے ہے

III۔ مصرے مکمل کیجئے۔

1۔ سب سے بڑا ہے __________

2۔ ہر سچائی __________

3۔ جو ظالم کو __________

IV۔ ذیل کے اشعار کی نثر بنائیے۔

1۔ گلشن گلشن ہر پنچھی کی
نغمہ سرائی تیرے لئے ہے

2۔ جو بھی کسی بندے نے کسی سے
کی ہے بھلائی تیرے لئے ہے

V۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے اضداد لکھئے

بڑا ×	سچائی ×
مظلوم ×	بھلائی ×
دنیا ×	صلح ×
رحم ×	

VI۔ مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جواب لکھئے۔

1۔ ہمیں کس نے پیدا کیا ؟
2۔ سب سے بڑا کون ہے؟
3۔ اللہ کی تعریف کون کرتے ہیں ؟
4۔ اللہ کے شیدائی کون کون ہیں ؟
5۔ اللہ کے نام میں کیا تاثیر ہے ؟
6۔ اکڑ اکڑ کر چلنے والے کا انجام کیا ہوتا ہے ؟
7۔ دو انسانوں میں صلح صفائی کس کی خاطر ہوتی ہے اور کیوں ہوتی ہے ؟

VII۔ مندرجہ ذیل سولات کے تفصیلی جوابات لکھئے

1) سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں ؟ شاعر نے ایسا کیوں کہا ہے ؟
2) سب اللہ کے شیدائی کیوں ہیں ؟
3) شاعر نے اس حمد میں اللہ کے نام کی برکتوں کا ذکر کیا ہے ان میں سے چند کا ذکر کیجئے
4) اللہ کو ہمیشہ کیوں یاد کرتے رہنا چاہئے ؟

VIII۔ قتیل شفائی کی اس حمد کو زبانی یاد کیجئے۔

اللہ کا گھر

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے پیارے نبی تھے۔انھوں نے خدا کے حکم سے مکّہ میں اللہ کا گھر تعمیر کیا تھا۔عرب کے لوگ ہر سال حج کے لئے خانہ کعبہ میں آتے تھے اور یہاں بہت بڑا اجتماع لگتا تھا۔بہت دن کی بات ہے خانہ کعبہ کا انتظام عرب کے قبیلہ قریش کے ہاتھ میں تھا۔اس لئے تمام قبیلے قریش کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔اس قبیلے کا سردار مکّہ کا حاکم بھی ہوتا تھا۔

عرب کے جنوب میں ایک مُلک یمن ہے۔اُس زمانے میں یمن پر ایک بادشاہ ابرہہ حکومت کرتا تھا۔اُس نے اپنے مُلک میں خانۂ کعبہ کے مقابلے میں ایک بہت بڑا عبادت خانہ بنوایا۔اُس کی تعمیر اور سجاوٹ پر بے شمار روپیہ خرچ کیا اور پھر لوگوں کو حکم دیا کہ خانۂ کعبہ کی جگہ اس عبادت خانے میں آ کر حج کیا کریں۔مگر لوگوں نے اُس کا حکم نہ مانا اور حج کے لئے مکّہ جاتے رہے۔یہ دیکھ کر ابرہہ نے سوچا کہ جب تک خانۂ کعبہ موجود ہے لوگ میرے بنوائے ہوئے عبادت خانے میں حج کے لئے نہیں آئیں گے۔یہ سوچ کر اُس نے خانۂ کعبہ کو ڈھانے کا ارادہ کیا۔اُس نے بڑی فوج جمع کی اور مکّہ پر حملہ کر دیا۔اس کی فوج میں کئی ہاتھی بھی تھے۔ایک ہاتھی پر ابرہہ کو بہت ناز تھا۔ یہ ہاتھی ایسا طاقتور تھا کہ موٹی سے موٹی دیوار کو ایک ہی ٹکّر مار کر گرا دیتا تھا۔

ابرہہ کی فوج نے مکّہ کے پاس پہنچتے ہی لوٹ مار مچا دی اور لوگوں کے اونٹ اور گھوڑے پکڑ کر لے گئے۔اُن میں کچھ اُونٹ عبدُ المطلب کے بھی تھے۔جو اُس وقت مکّہ کے سردار تھے۔وہ ابرہہ کے پاس پہنچے۔ ابرہہ بڑی شان کے ساتھ اپنے

خیمے میں بیٹھا تھا۔ اُنھیں دیکھ کر کہنے لگا کیوں آئے ہو۔ عبدُ المطلب نے کہا آپ کے سپاہی میرے اُونٹ پکڑ لائے ہیں، میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ میرے اُونٹ واپس دِلوادیں۔

ابرہہ یہ سن کر بڑا حیران ہوا اور بولا : تمھیں معلوم ہے کہ میں تمہارے خانۂ کعبہ کو ڈھانے کے ارادے سے آیا ہوں، تم مکّہ کے سردار ہو اور خانۂ کعبہ کی حفاظت بھی تمہارے سر پر ہے، پھر کتنی حیرانی کی بات ہے کہ تمہیں خانۂ کعبہ کی فکر تو ہوئی نہیں۔ اپنے اُونٹوں کی فکر پڑ گئی ہے۔ یہ سن کر عبدُ المطلب نے جواب دیا، خانۂ کعبہ میرا نہیں خُدا کا گھر ہے۔ مجھے اُونٹوں کی فکر اس لئے ہے کہ وہ میرے ہیں۔ جو خانۂ کعبہ کا مالک ہے وہ اُس کی حفاظت کی فکر آپ کرے گا۔ ابرہہ نفرت اور حقارت سے ہنسنے لگا اور پھر اپنے سپاہیوں کو عبدُ المطلب کے اُونٹ واپس کرنے کا حکم دیا۔ عبدُ المطلب اپنے اُونٹ لے کر گھر واپس آ گئے۔

ابرہہ کے لشکر کا مقابلہ کرنا مکّہ والوں کے بس کی بات نہیں تھی، وہ حیران تھے کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ مگر جو بات عبدُ المطلب نے ابرہہ کے سامنے کہی تھی وہ پورے یقین کے ساتھ کہی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ خانۂ کعبہ اللہ کا گھر ہے اور اللہ اس کی حفاظت کا کوئی نہ کوئی بندوبست ضرور کرے گا۔ جب ابرہہ کا لشکر خانۂ کعبہ کی طرف بڑھا تو عبدُ المطلب مکّہ کے لوگوں کو ساتھ لے کر خانۂ کعبہ کے پاس ایک پہاڑی کے پیچھے چھپ گئے اور دیکھنے لگے کہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔

ابرہہ اپنی بھاری بھرکم ہاتھی پر سوار آگے آگے تھا اور پیچھے اُس کی فوج تھی۔ وہ غرور کا پُتلا یہ سمجھ رہا تھا کہ اب دُنیا کی کوئی طاقت اُسے خانۂ کعبہ کو ڈھانے سے نہیں روک سکتی۔ مگر جب ہاتھی خانۂ کعبہ کے قریب پہنچا تو رک گیا اور آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ ابرہہ نے بہت کوشش کی مگر ہاتھی نے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھایا، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے زمین نے ہاتھی کے پاؤں پکڑ لئے ہیں۔

عین اُسی وقت آسمان پر ابابیلوں کے جُھنڈ دکھائی دئے، ہر ابابیل نے تین تین کنکریاں اُٹھائی ہوئی تھیں۔ ایک کنکری چونچ میں اور ایک ایک پنجے میں۔ ابابیلوں نے یہ کنکریاں ابرہہ اور اُس کے لشکر پر برسائیں، جس سے ابرہہ، اس کا ہاتھی اور تمام فوج ہلاک ہو گئی۔ اس طرح عبدُ المطلب کی یہ بات سچ ہوئی کہ خانۂ کعبہ اللہ کا گھر ہے اور وہی اس کی حفاظت کرے گا۔

یہی عبدُ المطلب ہمارے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے اور جس سال ابرہہ نے حملہ کیا، رسولؐ اللہ کی پیدائش بھی اسی سال ہوئی تھی۔ بعد میں عرب والے اس سال کو عام الفیل یعنی ہاتھیوں کا سال کہنے لگے، عربی میں ہاتھی کو فیل اور سال کو عام کہتے ہیں۔

مشق

I- معنی اور اشارے

اجتماع - مجمع - بھیڑ

خانۂ کعبہ - خدا کا گھر

قبیلہ - خاندان

حاکم - حکمراں - حکومت کرنے والا

تعمیر کرنا - عمارت بنانا

بےشمار - بہت سے

سپرد کرنا - حوالے کرنا

لشکر - فوج

خیمہ - ڈیرا

ابابیل - ایک چھوٹا سا سیاہ رنگ کا پرندہ

جُھنڈ - غول - بہت سارے

حقارت - نفرت - بےعزتی - ذلت

عام الفیل - ہاتھیوں کا سال

II- سوچیے اور بتائیے۔

1) حضرت ابراہیم علیہ السلام کون تھے اور کس کے حکم سے آپ نے اللہ کا گھر تعمیر کیا تھا ؟

2) خانۂ کعبہ کا انتظام کون کرتے تھے ؟

3) ملک یمن پر کون حکومت کرتا تھا ؟

4) خانۂ کعبہ پر کس نے حملہ کیا ؟

5) عبدُ المطلب ابرہہ کے پاس کیوں آئے تھے ؟

6) عبدالمطلب نے ابرہہ کو کیا جواب دیا ؟

7) ابرہہ نے کس کے اُونٹ پکڑ رکھے تھے ؟

8) ابرہہ کی فوج کیسے ہلاک ہوئی ؟

III- خالی جگہ کو قوسین میں دیے گئے مناسب الفاظ سے پُر کیجیے :

1) اس قبیلے کا سردار مکّہ کا ــــــ بھی ہوتا تھا۔ (حاکم / عالم)

2) عرب کے جنوب میں ایک مُلک ــــــ ہے۔ (ایران / یمن)

3) اُن میں کچھ اُونٹ ــــــ کے بھی تھے۔ (عبدُ المطلب / ابوطالب)

4) وہ جانتے کہ ــــــ اللہ کا گھر ہے۔ (بت کدا / خانہءکعبہ)

5) عین اُس وقت آسمان پر ابابیلوں کے ــــــ دکھائی دیے۔ (جُھنڈ / لشکر)

6) عبدُ المطلب ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ــــــ تھے۔ (نانا / دادا)

IV۔ جوڑ ملائیے۔

ابراہیم علیہ السلام	-	ملک یمن ہے
خانہ ءکعبہ میں	-	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا
عرب کے جنوب میں ایک	-	پرندہ
ابرہہ	-	اللہ کے پیارے نبی
عبدُ المطلب	-	حج کرتے ہیں
ابابیل	-	عیساؤں کا بادشاہ

V۔ متن کے حوالے سے درج ذیل جملوں کی تشریح کیجئے :

1. جب تک خانۂ کعبہ موجود ہے لوگ میرے بنوائے ہوئے عبادت خانے میں حج کے لئے نہیں آئیں گے۔
2. ابرہہ بڑی شان کے ساتھ اپنے خیمے میں بیٹھا تھا۔ اُنھیں دیکھ کر کہنے لگا کیوں آئے ہو۔
3. یہ سن کر عبدُ المطلب نے جواب دیا، خانۂ کعبہ میرا نہیں خُدا کا گھر ہے۔
4. اللہ اس کی حفاظت کا کوئی نہ کوئی بندوبست ضرور کرے گا۔

VI۔ سمجھئے اور غور کیجئے۔

اس سبق میں ایک مرکب لفظ بے شمار آیا ہے۔ یہ لفظ دراصل دو لفظوں سے ملکر بنا ہے۔ اگر کسی اسم یا صفت کے آگے چھوٹا سا لفظ جوڑ دیا جاتا ہے تو اسے سابقہ کہتے ہیں۔ یہاں "بے" سابقہ ہے۔

اسی طرح آپ بھی سابقہ لگا کر مرکب الفاظ بنائیے، اور اپنے استاد کو دکھائیے۔ جیسے

بے فکر - بے وقوف - بے میل - بے چارہ۔

VII۔ ان الفاظ سے تذکیر وتانیث (جنس) الگ کیجئے

اجتماع - سردار - سجاوٹ - فوج - ابابیل - ہاتھی - فکر - حفاظت - حکم - طاقت

VIII۔ ان سوالوں کا جواب چار پانچ جملوں میں دیجئے۔

1) ابرہہ نے اپنا عبادت خانہ کس لئے اور کس طرح تعمیر کیا تھا ؟
2) عبدُ المطلب اور ابرہہ کے درمیان کیا گفتگو ہوئی ؟
3) خانہ ءکعبہ کو ڈھانے کا واقعہ اپنے الفاظ میں بیان کیجئے ؟

کہنا بڑوں کا مانو

مولانا الطاف حسین حالی

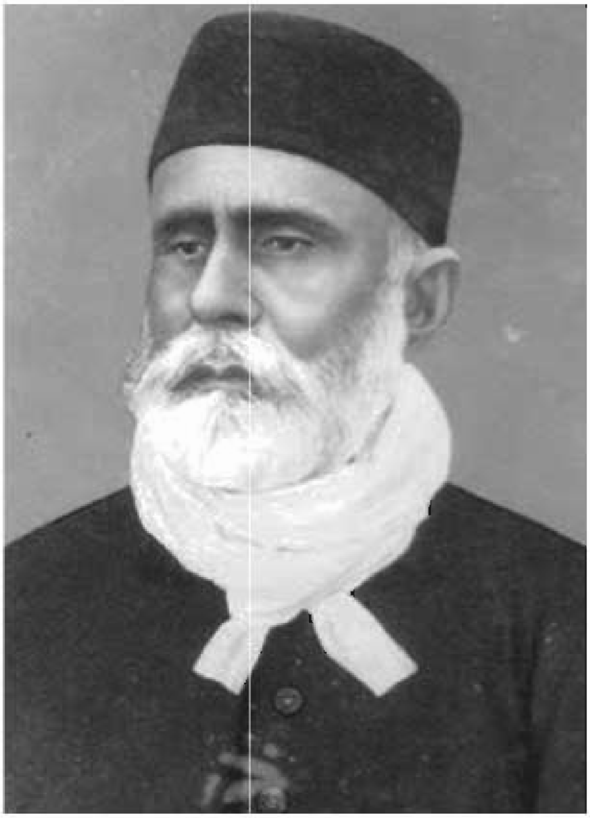

اے بھولے بھالے بچو! کہنا بڑوں کا مانو
سر پر بڑوں کا سایہ، سایہ خدا کا جانو
حکم ان کا ماننے میں برکت بڑی ہے جانو
چاہو اگر بڑائی کہنا بڑوں کا مانو

ماں باپ اور استاد سب ہیں خدا کی رحمت
ہے روک ٹوک ان کی حق میں تمہارے نعمت
کڑوی نصیحتوں میں ان کی بھرا ہے امرت
چاہو اگر بڑائی کہنا بڑوں کا مانو

ماں باپ کا عزیزو، مانا نہ جس نے کہنا
دشوار ہے جہاں میں عزت سے اس کا رہنا
ڈر ہے پڑے نہ صدمہ ذلت کا اس کو سہنا
چاہو اگر بڑائی کہنا بڑوں کا مانو

دنیا میں کی جنہوں نے ماں باپ کی اطاعت
دنیا میں پائی عزت عقبیٰ میں پائی راحت
ماں باپ کی اطاعت ہے دو جہاں کی دولت
چاہو اگر بڑائی کہنا بڑوں کا مانو

سیکھو گے علم و حکمت ان کی ہدایتوں سے
پاؤ گے مال و دولت ان کی نصیحتوں سے
پھولو گے اور پھلو گے ان کی ملامتوں سے
چاہو اگر بڑائی کہنا بڑوں کا مانو

تم کو نہیں خبر کچھ اپنے برے بھلے کی
جتنی ہے عمر چھوٹی اتنی ہے عقل چھوٹی
ہے بہتری اسی میں جو ہے بڑوں کی مرضی
چاہو اگر بڑائی کہنا بڑوں کا مانو

ہے کوئی دن میں پیارو! وہ وقت آنے والا
دنیا کی مشکلوں سے تم کو پڑے گا پالا
مانے گا جو بڑوں کو جیتے گا وہ ہی پالا
چاہو اگر بڑائی کہنا بڑوں کا مانو

مشق

I۔ معنی اور اشارے

برکت = اضافہ - بڑھوتری

رحمت = مہربانی - کرم

نعمت = عمدہ چیز

ذلت = بےعزتی

صدمہ = دکھ - تکلیف

اطاعت = حکم ماننا

عقبیٰ = آخرت

ہدایت = رہنمائی

ملامت = بُرا بھلا کہنا

II۔ (الف) قوسین میں دیے گئے لفظوں میں سے صحیح الفاظ کا انتخاب کر کے مصرعوں کو مکمل کیجیے۔

(1) ہے ــــ ان کی حق میں تمہارے نعمت (کڑوی - روک ٹوک - برکت)

(2) دشوار ہے جہاں میں ــــ اس کا رہنا (راحت سے - عزت سے - ڈر سے)

(3) دنیا میں پائی عزت ــــ میں پائی راحت (مدرسہ - رتبہ - عقبیٰ)

(4) سیکھو گے ــــ ان کی ہدایتوں سے (کھیل کود - دولت وزر - علم وحکمت)

(ب) جوڑ لگا کر مصرعے مکمل کیجیے:

(1) ماں باپ اور استاد - تم کو پڑے گا پالا

(2) دشوار ہے جہاں میں - ان کی نصیحتوں سے

(3) تم کو نہیں خبر کچھ - عزت سے اس کا رہنا

(4) پاؤ گے مال و دولت - اپنے برے بھلے کی

(5) دنیا کی مشکلوں سے - سب ہیں خدا کی رحمت

III۔ ان الفاظ سے تذکیر و تانیث الگ کیجیے:

برکت - حق - نعمت - کڑوی - امرت - صدمہ - عقبیٰ - اطاعت - عزت

IV۔ ان الفاظ کی ضد لکھئے

رحمت - عزت - عقبیٰ - بڑا - اطاعت

V۔ ان سوالوں کے مختصر جواب دیجئے :

(1) بڑوں کے سائے کو کیا سمجھنا چاہئے ؟

(2) بڑوں کا حکم ماننے میں کیا فائدہ ہے ؟

(3) بڑائی حاصل کرنے کے لئے کیا کرنا چاہئے ؟

(4) ماں باپ اور اُستاد کیا ہیں ؟

(5) کڑوی نصیحتوں میں کیا بھرا ہے ؟

(6) ماں باپ کی اطاعت سے دنیا اور عقبیٰ میں کیا حاصل ہوتا ہے ؟

(7) کن کی ملامتوں سے پھولو گے اور پھلو گے ؟

VI۔ تفصیلی جواب دیجئے :

(1) اس نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

(2) مولانا حالؔی کا تعارف کرائیے۔

تعارف : خواجہ الطاف حسین نام اور حالؔی تخلص تھا۔وہ 1837 میں پانی پت میں پیدا ہوئے۔وہ غالب کے شاگرد تھے۔غالب کے حالات زندگی پر ایک کتاب "یادگارِ غالب" لکھی۔محکمہء تعلیمات میں خدمات انجام دیتے رہے۔حیدرآباد سے جب علمی وظیفہ جاری ہوا تو ملازمت ترک کر کے کتابیں لکھنے میں مشغول ہو گئے۔انہوں نے سرسید اور سعدی شیرازی کی سوانحِ عمریاں بھی لکھی ہیں۔ وہ بہت بڑے شاعر بھی تھے۔انھوں نے زندگی کے مختلف موضوعات پر نظمیں لکھیں۔ان کا شاہکار شعری کارنامہ "مسدس حالؔی" ہے۔ان کا انتقال 1914 میں ہوا۔

" کہنا بڑوں کا مانو" حالؔی کی ایک نصیحت آمیز نظم ہے۔سیدھے سادے الفاظ،صاف اور آسان زبان میں لکھی گئی یہ نظم اپنے اندر ایک کشش اور جادوئی اثر رکھتی ہے۔حالؔی نے بچوں کو خوش اسلوبی کے ساتھ یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ بڑوں کی بات میں امرت بھی ہے اور رحمت بھی ہے اور نعمت بھی ہے۔ماں باپ کی اطاعت میں بچوں کی جو عزت،سرفرازی اور ترقی پوشیدہ ہے اسکی طرف بھی حالؔی نے نہایت سلیقے کے ساتھ اپنی نظم میں اشارے کئے ہیں۔اس نظم کی خوبی یہ ہے کہ اشعار کا ترنم نصیحتوں اور ہدایتوں کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر نظم کی تاثیر کو دوبالا کر دیا ہے۔نظم کی ہیئت مخمس ہے۔مخمس اس نظم کو کہتے ہیں جس کے ہر بند میں پانچ مصرعے ہوتے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت ابراہیمؑ کے دو بیٹے تھے۔حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ ۔حضرت اسحاقؑ کے ایک بیٹے حضرت یعقوبؑ تھے۔اللہ نے ان تینوں کو بھی نبی بنایا تھا۔

حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے۔ان میں دو چھوٹے تو ایک ماں سے تھے۔ باقی دس دوسری ماؤں سے۔دونوں چھوٹے بیٹوں میں بڑے بیٹے کا نام حضرت یوسفؑ تھا۔

بچپن :

حضرت یوسفؑ اپنے بھائیوں میں سب سے زیادہ نیک اور ہونہار تھے۔حضرت یعقوبؑ آپ کو بہت چاہتے تھے۔بچپن میں حضرت یوسفؑ نے خواب دیکھا کہ چاند،سورج اور گیارہ ستارے آپ کو سجدہ کر رہے ہیں۔آپ نے یہ خواب اپنے ابّا سے بیان کیا۔وہ سمجھ گئے کہ اللہ آپ کو بہت اونچا مقام دینے والا ہے۔لیکن یوسفؑ سے کہا کہ بیٹے ! یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ بتانا،ورنہ وہ مجھے اور تجھے بہت پریشان کریں گے۔

بھائیوں کی شرارت :

حضرت یوسفؑ کے سوتیلے بھائی آپ سے بہت جلتے تھے۔ایک دن بھائیوں نے آپ کو مار ڈالنے کی ٹھانی۔سیر کے بہانے انھیں باہر لے گئے۔زبردستی ایک اندھے کنویں میں ڈال دیا۔شام کو دکھاوے کے لئے روتے دھوتے گھر لوٹے۔ابّا سے جھوٹ موٹ کہہ دیا کہ ہم لوگ دوڑ میں مقابلہ کر رہے تھے۔یوسفؑ اکیلے ہمارے سامان کی دیکھ بھال میں لگے تھے۔اتنے میں بھیڑیا آیا اور انھیں چیر پھاڑ کر کھا گیا۔ابّا میاں ان کی چال سمجھ گئے، مگر صبر سے کام لیا۔

یوسفؑ مصر میں :

حضرت یوسفؑ کنویں میں تھے کہ اُدھر سے ایک قافلہ گذرا، کنواں دیکھ کر ٹھہر گیا۔ قافلہ کا ایک آدمی پانی لینے کنویں پر پہنچا وہاں پانی کی جگہ حضرت یوسفؑ مل گئے۔ وہ بہت خوش ہوا۔ آپ کو باہر نکالا پھر وہ لوگ آپ کو اپنے ساتھ مصر لے گئے۔ مصر کے عزیز (حاکم) کی آپ پر نظر پڑی۔ لڑکے کی شرافت دیکھ کر اُس نے آپ کو خرید لیا۔

جیل میں :

حضرت یوسفؑ عزیز مصر کے یہاں رہنے لگے۔ اس زمانے میں مصر کے لوگ اللہ کو چھوڑ کر بہت سے دیوی دیوتاؤں کو پوجتے تھے۔ بُرے بُرے کام کرتے تھے۔ اپنے بادشاہ کو بھی سورج کا اوتار سمجھتے تھے۔ حضرت یوسفؑ ان کے بیچ پلے بڑھے مگر ان لوگوں کی کسی بُری بات کو آپ نے نہیں اپنایا۔ عزیز مصر کی بیوی حضرت یوسفؑ کو بُرے کام پر اُبھارنے لگی۔ جب آپ آمادہ نہ ہوئے تو بہت بگڑی اور ناحق آپؑ کو جیل بھجوا دیا۔

بادشاہ کا خواب :

ایک دن بادشاہ نے خواب دیکھا کہ "سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دُبلی گائیں کھا رہی ہیں اور اناج کی سات بالیں ہری ہیں اور سات سوکھی"۔ اس نے لوگوں سے خواب کا مطلب پوچھا مگر کوئی نہ بتا سکا۔ آخر حضرت یوسفؑ سے پوچھا گیا۔ آپؑ نے کہا کہ "سات سال خوب غلّہ پیدا ہوگا۔ پھر سات سال قحط پڑے گا"۔ اس کے بعد آپ نے قحط سے بچنے کی ترکیب بھی بتا دی۔ بادشاہ آپؑ سے مل کر بہت خوش ہوا۔ حکومت کا سارا کام آپؑ کے سپرد کر دیا۔ آپؑ نے بڑا اچھا انتظام کیا۔ بہت سا غلہ بچا لیا۔ جو قحط کے زمانے میں کام آیا آپؑ نے پاس پڑوس کے ملکوں کی بھی غلے سے مدد کی۔

اس کہانی سے ہم نے کئی باتیں سیکھیں :

1. کبھی کبھی اللہ شر (برائی) سے بھی خیر (بھلائی) کی صورت پیدا کر دیتا ہے۔ بھائیوں نے حسد میں آ کر حضرت یوسفؑ کو کنویں میں ڈال دیا۔ مگر ان کی یہی شرارت آپؑ کے مصر پہنچ کر حکومت کرنے کا ذریعہ بنی۔

2. بدلہ لینے کا اختیار رکھنے کے باوجود معاف کر دینا زیادہ اچھا ہے۔ بھائیوں نے حضرت یوسفؑ کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا۔ مگر آپؑ نے معاف کر دیا۔

3. جہاں کہیں اور جس حال میں بھی ہوں دین کی باتیں لوگوں تک پہنچاتے رہنا چاہئے۔ حضرت یوسفؑ جیل میں ڈال دئے گئے مگر آپؑ وہاں پر بھی خاموش قیدیوں کو اللہ کا پیغام پہنچاتے رہے۔

4. بُرے سے بُرے لوگوں کے بیچ رہ کر بھی اپنا اچھا طریقہ نہیں بدلنا چاہئے۔ نہ بُروں کے بُرے طریقے پر چلنا چاہئے۔ بلکہ بُروں کو اچھا بنانے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

مشق

I۔ معنی اور اشارات

قیدی - سزا دینے کے لئے جیل میں بند کرنا
تعبیر - خواب کا نتیجہ بیان کرنا
قحط - خشک سالی، اناج اور پانی کی کمی
اندھا کنواں - خشک کنواں، تاریک کنواں
سند - ثبوت، دلیل
باغی - سرکشی، نافرمان
دکھڑا - دکھ بھرا واقعہ
عادت - خصلت
بہانے سے - حیلے سے
قافلہ - سفر کرنے والے لوگ
اوتار - خدا
اُبھارنا - ترغیب دینا
آمادہ - تیار ہونا
ترکیب - طریقہ
سپرد کرنا - حوالے کرنا

II۔ مناسب الفاظ سے خانہ پُری کیجئے :

1) حضرت ابراہیمؑ کے ______ بیٹے تھے۔
2) حضرت یعقوبؑ کی ______ اولاد تھی۔
3) حضرت یوسفؑ کے ______ بھائی تھے۔

III۔ قوسین میں دیئے گئے الفاظ میں سے مناسب الفاظ کا انتخاب کر کے خالی جگہوں کو بھرتی کیجئے۔

1) حضرت یوسفؑ نے خواب بیان کیا ۔ (والد سے ، بھائی سے ، دوست سے)
2) حضرت یوسفؑ کو کنویں میں ڈالدیا ۔ (بھائیوں نے ، بہنوں نے ، قافلہ والوں نے)
3) حضرت یوسف کو بازار میں بیچ دیا ۔ (مصر کے ، عراق کے ، حجاز کے)
4) مصر کے بادشاہ کی بیوی کا نام ۔ (زلیخا ، بلقیس ، ملکہءمصر)

IV۔ (الف) جملے بنائیے

ہوشیار، سجدہ، مقام، تفریح، خواب، ابھارنا، غلّہ

(ب) ان الفاظ کی ضد لکھئے

بڑا، نیک، بچپن، خواب، اونچا، خوش، قید، دُبلی، حق

V مندرجہ ذیل سوالوں کا ایک یا دو جملے میں جواب دو :

1) حضرت ابراہیمؑ کے کتنے بیٹے تھے؟ ان کے نام لکھئے۔
2) حضرت یعقوبؑ کے کتنے بیٹے تھے؟ ان کے چھوٹے بیٹے کا نام کیا تھا؟
3) حضرت یوسفؑ نے کیا خواب دیکھا؟
4) حضرت یوسفؑ کو کس بازار میں بیچ دیا گیا؟
5) حضرت یوسفؑ کو کونسا عہدہ دیا گیا؟

VI ان سوالوں کے جوابات پانچ یا چھ جملوں میں دیجئے۔

1) حضرت یعقوبؑ کے کتنے بیٹے تھے؟ چند بیٹوں کے نام لکھئے
2) حضرت یوسفؑ کے ساتھ ان کے بھائیوں نے کیا سلوک کیا؟
3) حضرت یوسفؑ کو کیوں قید میں ڈالا گیا؟
4) بادشاہ نے کیا خواب دیکھا؟
5) حضرت یوسفؑ نے بادشاہ کے خواب کی تعبیر کیا بیان کی؟

VII ذیل میں دیئے گئے سوالات کے جوابات پندرہ جملوں میں لکھئے۔

1) حضرت یوسفؑ کا قصہ مختصر تحریر کیجئے۔
2) حضرت یوسفؑ کی زندگی سے ہمیں کیا نصیحت ملتی ہے، تفصیل سے لکھئے۔

ہمدردی

علامہ اقبال

ٹہنی پہ کسی شجر کی تنہا — بلبل تھا کوئی اداس بیٹھا
کہتا تھا کہ رات سر پہ آئی — اُڑنے چگنے میں دن گذارا
پہنچوں کس طرح آشیاں تک — ہر چیز پہ چھا گیا اندھیرا
سُن کر بلبل کی آہ وزاری — جگنو کوئی پاس ہی سے بولا
حاضر ہوں مدد کو جان ودل سے — کیڑا ہوں اگرچہ میں ذرا سا
کیا غم ہے جو رات ہے اندھیری — میں راہ میں روشنی کروں گا
اللہ نے دی ہے مجھ کو مشعل — چمکا کے مجھے دیا بنایا

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

مشق

I- معنی اور اشارے

ٹہنی	-	ڈالی
شجر	-	درخت
آشیاں	-	گھونسلا
آہ وزاری	-	رونا دھونا
راہ	-	راستہ
مشعل	-	چراغ یا بہت موٹی بتّی
دیا	-	چراغ
رات سر پہ آنا	-	اندھیرا چھا جانا
چگنا - چارہ چرنا	-	رزق تلاش کرنا
جان ودِل سے	-	ہر طرح سے، پوری طرح سے

II- ذیل میں دیے گئے اشعار جوڑ لگا کر مکمل کیجیے :

سُن کر بلبل کی آہ وزاری	چمکا کے مجھے دیا بنایا
حاضر ہوں مدد کو جان ودل سے	جگنو کوئی پاس ہی سے بولا
کیا غم ہے جو رات ہے اندھیری	میں راہ میں روشنی کروں گا
اللہ نے دی ہے مجھ کو مشعل	کیڑا ہوں اگر چہ میں ذرا سا

III- ذیل کے اشعار کی نثر بنایئے :

ٹہنی پہ کسی شجر پہ تنہا   بلبل تھا کوئی اداس بیٹھا
کہتا تھا کہ رات سر پہ آئی   اُڑنے چگنے میں دن گذارا

IV- مصرعے مکمل کیجیے

پہنچوں کس طرح آشیاں تک ____________

______ جگنو کوئی پاس ہی سے بولا

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے ____________

V۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے اضداد لکھیے

رات	×	اداس	×
اندھیرا	×	پاس	×
حاضر	×	غم	×
اچھے	×		

VI۔ مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جواب لکھیے :

(1) بلبل کہاں بیٹھا ہوا تھا ؟
(2) بلبل کیوں اداس رہتا تھا ؟
(3) بلبل کے پاس کون بیٹھا تھا ؟
(4) جگنو نے بلبل کی بات سن کر کیا کہا ؟
(5) اچھے لوگ کیسے ہوتے ہیں ؟
(6) جگنو نے بلبل کی کس طرح مدد کی ؟

VII۔ اس نظم کو زبانی یاد کیجیے۔

VIII۔ اس نظم سے کیا سبق حاصل ہوتا ہے؟

تعارف :

شیخ محمد اقبال نام، اقبالؔ تخلص۔1877ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔اقبال نے اپنی شاعری کے پہلے دور کا آغاز اپنی مشہور نظم "نالہ ءیتیم" سے کیا۔اقبالؔ نے مسلمانوں کی پستی کے اسباب تلاش کئے تو معلوم ہوا کہ وہ بے عمل ہو گئے اور ہاتھ دھر کے بیٹھ گئے۔اقبالؔ نے اپنی بات کو زیادہ سے زیادہ پُر اثر بنانے کی کوشش کی۔اس کے لئے انھوں نے طرح طرح کی تدبیریں اختیار کیں۔اقبالؔ کی شاعری میں ایک خاص قسم کا ترنم پایا جاتا ہے۔اقبالؔ کے اردو کلام کے مشہور مجموعے ہیں۔بانگِ درا، بالِ جبریل اور ضربِ کلیم۔آپ کا انتقال آخر کار 21/اپریل 1938ء کو ہوا۔

حضرت علیؓ کی جاں نثاری

جب اہلِ مکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وعظ و نصیحت سے نہ روک سکے تو سخت سے سخت تکلیفیں دینے پر آمادہ ہوگئے۔حج کے موقع پر سال بسال جولوگ آتے، مکہ والے ان سے جا کر کہہ دیتے کہ یہاں آج کل محمدؐ نامی ایک بڑا جادوگر ہے۔اس نے باپ دادا کا مذہب چھوڑ کر اپنا نیا دین نکالا ہے۔اس کی باتوں میں ہرگز نہ آنا۔مگر سچائی کہیں چھپ سکتی ہے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جولوگ آتے ان میں سے بہت سے آپ کا کلام سُن کراور آپ کی نیک عادات دیکھ کر ایمان لے آتے۔غرض مکہ والے خُدا اور رسولؐ کی جتنی مخالفت کرتے، رسولِ کریم کو اتنی ہی کامیابی ہوتی۔اب تو ان کا غصّہ اور بھی بھڑک اٹھا۔ہر قبیلے سے ایک ایک آدمی چُن لیا اور اُن سب سے مل کر صلاح ٹھہرائی کہ رات کو رسول کریم صلعم کے مکان کو چاروں طرف سے گھیر لیا جائے اور جب آپؐ باہر نکلیں، شہید کر دیا جائے۔

اِدھر قریش کے ارادوں سے خُدا نے اپنے سچے نبی کو وحی کے ذریعے خبردار کر دیا اور مکان چھوڑ جانے کا حکم دیا۔خُدا کا حکم پاتے ہی آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا"اے علیؓ تم دیکھتے ہو کافر میری گھات میں لگے ہوئے ہیں۔مکان کو گھیر لیا ہے اس لئے تم میری جگہ پر لیٹ جاؤ"۔حضرت علیؓ کو کیا عذر ہوسکتا تھا ؟ یہ حکم سنتے ہی آپؐ کی جگہ پر لیٹ گئے۔کافر باہر سے دیکھ رہے تھے کہ ایک شخص پڑا سو رہا ہے تو ان کی تسلی ہو جاتی کہ رسول کریمؐ ہی آرام فرما رہے ہیں۔وہ اسی وہم میں تھے کہ رسولِ کریمؐ ایک کھڑکی سے باہر تشریف لے گئے۔صبح ہوئی اور آنحضرتؐ مکان سے باہر نہ آئے تو کافر مکان میں گھس گئے۔مگر دیکھا کہ حضرت علیؓ سو رہے ہیں۔بہت شرمندہ ہوئے اور پوچھا کہ "بتاؤ محمدؐ کہاں ہیں؟" آپ نے فرمایا۔"اپنے رسولؐ کے حال سے اللہ خبردار ہے"۔اسی طرح اب کی بار بھی خُدا نے کافروں کو ناکام رکھا تو کافر آپؐ کی تلاش میں دیوانوں کی طرح پھرنے لگے۔

مگر رسول کریمؐ جوں ہی اپنے مکان سے چلے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ان سے سارا حال کہہ سنایا۔دن بھر وہیں رہے اور حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ " جلدی سے چلو، مکّے سے باہر چل کر ٹھہریں"۔یہاں بھی کچھ دیر نہ تھی۔حکم پاتے ہی حضرت ابوبکرؓ نے سارا سامان درست کر لیا۔اور اہل و عیال، مال و دولت چھوڑ کر آدھی رات کے قریب رسولِ کریمؐ کے ہمراہ چل کھڑے ہوئے۔دونوں نے ایک غار میں جا کر پناہ لی۔جو غار ثور کے نام سے مشہور ہے۔

بچو! تم نے دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رسولِ کریمؐ کے کیسے خیرخواہ اور فرماں بردار تھے۔آپؐ نے بارہ سال کی

عمر میں اسلام قبول کیا۔ حضرت علیؓ بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں۔ رسولِ کریمؐ کی خدمت میں ہی رہے وہیں پرورش پائی۔ اب اپنی جان بھی قربان کرنے سے نہ جھجکے اور آپؐ کے بستر پر لیٹ گئے۔ اسی طرح سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنا گھربار، مال و دولت، بیوی بچے سب کچھ رسولِ کریمؐ کی خاطر چھوڑ دیا۔ پس ہمیں بھی چاہئے کہ رسولِ خُدا کے احکام ماننے میں خواہ ہماری جان جائے، خواہ مال و دولت، روپیہ پیسہ خرچ کرنا پڑے، دریغ نہ کریں۔

I۔ معنی اور اشارے

اہلِ مکہ	=	مکہ والے
وعظ	=	تقریر
آمادہ	=	رضامند
مخالفت	=	دشمنی
وحی	=	خدائی پیغام
گھات	=	موقع
عُذر	=	بہانہ
وہم	=	گمان
درست	=	ٹھیک، صحیح
غار	=	پہاڑ کی کھوہ
خیرخواہ	=	بھلائی چاہنے والا
فرماں بردار	=	اطاعت گذار
دریغ نہ کرنا	=	پیچھے نہ ہٹنا
ہمراہ	=	ساتھ
پناہ	=	ٹھہرنا

II۔ سوالات اور مشق

1. کافر کیوں رسول کریمؐ کے دشمن بن گئے ؟
2. رسولِ کریمؐ کو کافروں کے ارادے سے کس نے اور کس طرح خبر دی ؟
3. آنحضرتؐ نے خبر پا کر کیا کام کیا ؟
4. حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کیا بہادری دکھائی ؟

5. معنی بتاؤ اور جملوں میں استعمال کرو

جان تک قربان کرنے سے نہ جھجکے - دریغ نہ کریں - جاں نثاری - گھات میں لگے ہوئے ہیں

III۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے اضداد لکھئے

سخت ×	تکلیف ×
سچائی ×	ناکامی ×
خیرخواہ ×	

IV۔ بحوالہ متن ان کی تشریح کیجئے :

1۔ آج کل محمدؐ نامی ایک بڑا جادوگر ہے۔اس نے باپ دادا کا مذہب چھوڑ کر اپنا نیا دین نکالا ہے۔

2۔ اے علیؓ تم دیکھتے ہو کافر میری گھات میں لگے ہوئے ہیں۔مکان کو گھیر لیا ہے اس لئے تم میری جگہ پر لیٹ جاؤ۔

3۔ اپنے رسولؐ کے حال سے اللہ خبردار ہے۔

4۔ جلدی سے چلو، مکّے سے باہر چل کر ٹھہریں۔

V۔ ان الفاظ کی جمع بنایئے :

تکلیف +	سچائی +
کامیابی +	دیوانہ +
مذہب +	عادت +
ارادہ +	حکم +

VI۔ عملی کام :

اس سبق سے یہ پیغام حاصل ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کو اپنی جان سے زیادہ عزیز اللہ و رسولؐ کے احکامات ہیں۔مسلمان کے لئے سب سے زیادہ پیاری اپنی جان ہوتی ہے تاہم اسے چاہئے کہ جب اس کے نزدیک خدا اور رسولؐ کا فرمان آ جائے تو اپنی پیاری و محبوب جان کو بھی قربان کرنے سے دریغ نہ کرے۔

بہار

شوق قدوائی

بہار آئی دکھائی قادر مطلق کی شان اُس نے
زمین کی تہہ میں جو مُردے تھے ڈالی ان میں جان اُس نے

بہار آئی ہے نیچر اپنی نقاشی دکھاتا ہے
بہت رنگین نقشے سامنے آنکھوں کے لاتا ہے

پہاڑوں سے بہایا برف اُس نے صاف پگھلا کر
رواں ہو کر وہی پانی سمندر میں ملا جا کر

چمن اور دشت میں ہے ہر طرف انبار پھولوں کا
جدھر دیکھو زمین پہنے ہوئے ہے ہار پھولوں کا

ہیں روشن چاندی کے پھول یا تارے چمکتے ہیں
کھلے ہیں پھول لالہ کے، کہ انگارے دہکتے ہیں

دیا ہے تتلیوں کو رزق کا سامان پھولوں نے
کیا بھونروں کو جوشِ فیض سے مہمان پھولوں نے

ہوا ہی نے کھلائے گُل ہوا ہی پھر گراتی ہے
زمین جس نے کیا پیدا وہی پھر ان کو کھاتی ہے

غرض اے شوقؔ اترانا عبث ہے حسنِ فانی پر
گھمنڈ انساں کو نا زیبا ہے دو دن کی جوانی پر

I۔ الفاظ کے معنی بتاؤ

قادرِ مطلق	-	پوری قدرت رکھنے والا
نقاشی	-	نقش و نگار بنانے کا پیشہ
دشت	-	میدان، جنگل
فیض	-	فائدہ
نیچر	-	فطرت
گھمنڈ	-	غرور، تکبّر
نازیبا	-	نامناسب
عبث	-	بے کار
رنگین	-	دلکش، خوبصورت
رواں	-	جاری
انبار	-	ڈھیر
حسنِ فانی	-	فنا ہونے والا حسن
بھونرا	-	ایک کیڑا جو پھولوں کے اطراف منڈلاتا ہے

II۔ ذیل کے الفاظ کے اضداد لکھیے :

بہار ×	زمین ×
مردہ ×	خوبصورت ×
پھول ×	روشنی ×
اجالا ×	خوشی ×
مہمان ×	انسان ×
جوانی ×	

III۔ ذیل کے الفاظ کی واحد کی جمع اور جمع کی واحد لکھیے :

ڈالیاں	تتلیاں
موسم	احسانات
مناظر	کلی

آنکھ + باغ +

ہار + تارا +

IV۔ مصرع مکمل کیجئے :

1. بہار آئی دکھائی قادر مطلق کی شان اُس نے

____

2. ________________

رواں ہوکر وہی پانی سمندر میں ملا جا کر

3. دیا ہے تتلیوں کو رزق کا سامان پھولوں نے

____

V۔ نیچے دیے گئے سولات کے مختصر جوابات لکھئے :

1. بہار کس طرح آتی ہے ؟
2. بہار آنے سے زمین پر کیا تبدیلی واقع ہوتی ہے ؟
3. پہاڑوں کا پانی کس طرح سمندر میں ملتا ہے ؟
4. تتلیاں کس طرح اپنا رزق حاصل کرتی ہیں ؟
5. شاعر آخری شعر میں کیا نصیحت کرتا ہے ؟

VI۔ تفصیلی جوابات لکھئے :

1. اس نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے
2. بہار کے موسم میں کیا کیا تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں تفصیل سے لکھئے ؟

برائی کا بدلہ

محمد یعقوب اسلم

امام ابوحنیفہؒ بڑے اللہ والے اور پرہیز گار تھے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی منع کی ہوئی چیزوں سے بہت دور رہتے تھے۔ اکثر چپ رہتے اور سوچا کرتے تھے کوئی شخص آ کر مسئلہ پوچھتا اور اس کا جواب ان کو معلوم ہوتا تو جواب دیتے ورنہ خاموش رہ جاتے۔ نہایت سخی اور فیاض تھے۔ کبھی کسی کے آگے کوئی حاجت لے کر نہ جاتے۔ دنیا داروں سے پرہیز کرتے۔ دنیوی عزت اور مرتبہ کو حقیر سمجھتے تھے۔ غیبت اور بری باتوں سے بچ کر رہتے تھے۔ جب کسی کا ذکر کرتے تو بھلائی کے ساتھ کرتے۔ آپ جتنے بڑے دولت مند تھے، اس سے کہیں زیادہ بڑے عالم تھے اور مال کی طرح علم کے خرچ کرنے میں بھی فیاض تھے۔

ان کے بے شمار شاگرد تھے۔ اپنے شاگردوں میں جس کو غریب دیکھتے خود آگے بڑھ کر اس کی حالت دریافت فرماتے اور اس کی مدد کرتے اور آپ کی مدد ہی کی وجہ سے آپ کے بعض شاگرد بڑے بڑے رتبوں پر پہنچے۔

ایک مرتبہ آپ کسی بیمار کی عیادت کو جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک شخص نظر آیا جو بہت دنوں سے آپ کا مقروض تھا۔ اس نے دور سے آپ کو دیکھ لیا اور شرمندگی کی وجہ سے کترا کر نکل جانا چاہا تو آپ نے پکار کر کہا:

''اس طرح کہاں چلے جا رہے ہو ''؟

اس نے جواب دیا :

'' آپ کے دس ہزار دینار مجھ پر باقی ہیں، جو میں اب تک آپ کو ادا نہیں کر سکا۔ اس کی وجہ سے شرمندہ ہوں"

آپ نے فوراً ہی اسے جواب دیا۔ "جاؤ میں نے سب معاف کر دیا"

آپ بڑے فراخ دل اور عالی ظرف تھے۔ آپ نے کبھی کسی پر لعنت ملامت نہیں کی۔ کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ کسی مسلمان یا غیر مسلم کو نہیں ستایا اور کبھی کسی کو دھوکا نہیں دیا اور بدعہدی نہ کی۔ یہاں تک کہ آپ کو تکلیفیں پہنچانے والوں کے ساتھ بھی آپ محبت اور حسنِ سلوک سے پیش آتے تھے۔

آپ کے محلّہ میں ایک موچی رہتا تھا جو بڑا رنگین مزاج اور عیش و عشرت کا دلدادہ تھا۔ اس کا معمول تھا کہ دن بھر مزدوری کرتا اور شام کو بازار جا کر گوشت اور شراب خرید لاتا۔ رات گئے اس کے دوست واحباب گھر میں جمع ہو جاتے اور

شراب اور گانے بجانے کا دور چلنے لگتا۔ امام صاحب راتوں میں نماز، تلاوت اور عبادت میں مشغول رہتے تھے اس کے ہنگاموں اور گانے بجانے کی وجہ سے ان کی تلاوت اور عبادت میں خلل پڑنے لگا تھا۔ لیکن آپ اس گانے بجانے کا بُرا نہیں مانتے تھے۔

ایک مرتبہ اتفاق سے شہر کے کوتوال کا گذر اِدھر سے ہوا تو اس نے موچی کو شراب نوشی کے جرم میں گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا۔ صبح کو امام صاحب نے اپنے پڑوسیوں سے دریافت کیا۔

" کیا بات تھی رات کو بالکل خاموشی کا عالم تھا۔ گانے بجانے کی آوازیں موچی کے گھر سے بالکل بھی نہیں آئیں ؟"

پڑوسیوں نے اس کے گرفتار ہو جانے کا واقعہ سنایا تو اس وقت آپ نے سواری طلب کی ۔ درباری لباس پہنا اور سیدھے گورنر کے دربار میں تشریف لے گئے۔

گورنر نے بڑے تعظیم کے ساتھ کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کیا اور نہایت نرمی اور عاجزی کے ساتھ کہنے لگا:

"امام صاحب ! آپ نے کیوں تکلیف فرمائی ؟ اگر کوئی کام تھا تو مجھ کو بلا بھیجتے میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا"۔

امام صاحب نے فرمایا :

"ہمارے محلّہ میں ایک موچی رہتا ہے۔ کوتوال نے اس کو گرفتار کر لیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ وہ رہا کر دیا جائے"۔

کوتوال نے اسی وقت داروغہ جیل کو حکم نامہ لکھ کر بھیجا اور تھوڑی ہی دیر میں موچی کو رہا کر دیا گیا۔

جب امام صاحب وہاں سے رخصت ہو کر چلنے لگے تو موچی بھی آپ کے ساتھ ہو گیا۔ آپ کے اخلاق کی بلندی سے وہ اس قدر متاثر ہوا کہ اس کے بعد اس نے شراب پینے سے ہمیشہ کے لئے توبہ کر لی اور آپ کے شاگردوں میں شامل ہو گیا۔

امام صاحب اپنے والدین، استادوں اور بزرگوں کے ساتھ بے حد ادب اور احترام کے ساتھ پیش آیا کرتے تھے۔آپ بڑے ہی نرم دل تھے۔کس کو ذرّہ برابر تکلیف میں دیکھتے تو آپ بے قرار ہو جاتے۔آپ کی والدہ محترمہ جب تک زندہ رہیں، ان کی حد درجہ خدمت کرتے رہے اور زندگی بھر اپنے استادِ محترم، امام حمادؒ کے مکان کی طرف پاؤں نہیں پھیلائے۔آپ کو اللہ کی عبادت میں بڑا لطف ملتا تھا۔ قرآن مجید پڑھتے وقت آپ پر رِقّت طاری ہو جاتی تھی اور گھنٹوں خدا کے خوف سے رویا کرتے تھے۔ کسی آیت میں قیامت اور عذاب کا ذکر آجاتا تو اس آیت کو بار بار پڑھنے لگتے اور روتے رہتے۔

دینی مسائل کے علاوہ روزمرّہ زندگی کی بھلائی اور کامیابی کے بارے میں بھی آپ نے بڑی کار آمد نصیحتیں کی ہیں۔

فرماتے ہیں کہ تحصیلِ علم کو سب باتوں پر مقدّم رکھنا چاہئے۔ اس سے فارغ ہو جاؤ تو جائز طریقوں سے دولت حاصل کرنا۔ ہنسنا کم چاہئے کیونکہ زیادہ ہنسنے سے دل افسُردہ ہو جاتا ہے۔جو بھی کام کرو، وقار اور اطمینان کے ساتھ کرو۔راستہ چلتے وقت دائیں بائیں نہ دیکھو۔ گفتگو میں سختی نہ ہو۔ اس بات کا خیال رکھو کہ بڑوں سے بات کرتے وقت تمہاری آواز بلند نہ ہونے پائے۔ ہر معاملے میں تقویٰ، خدا کے خوف اور امانت داری کو پیش نظر رکھو ۔ہر مہینہ دو چار دن روزے کے لئے مقرر کرلو۔ کبھی قرآن کی تلاوت چھوٹنے نہ پائے۔ لہو ولعب اور بے کار باتوں سے پرہیز کرو اور اپنے پڑوسی کی کوئی برائی نظر آجائے تو اس کو چھپادو۔

۱۵۰ھ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی اور آپ کے انتقال کی خبر آن کی آن میں سارے شہر میں پھیل گئی۔ جنازے میں شریک ہونے والوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ چھ بار آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی اور اس کے بعد آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

I - معنی اور اشارے

پرہیزگار	=	متّقی
منع کرنا	=	روکنا
سخی، فیاض	=	سخاوت کرنے والا
حاجت	=	ضرورت
دنیادار	=	دنیا کو چاہنے والا

حقیر سمجھنا	=	کم تر سمجھنا
غیبت کرنا	=	کسی کی پیٹھ کے پیچھے برائی کرنا
دلدادہ	=	چاہنا
رتبہ	=	مرتبہ
عیادت کرنا	=	بیمار پُرسی کرنا
مقروض	=	جس پر قرض ادا کرنا ضروری ہو
فراخ دل	=	کُھلے دل والے
ملامت کرنا	=	کسی کو بُرا بھلا کہنا
بدعہدی کرنا	=	وعدہ خلافی کرنا
موچی	=	چپل سینے والا
خلل پڑنا	=	رکاوٹ کھڑی کرنا
استقبال کرنا	=	خوش آمدید کرنا
تعظیم کرنا	=	عزت کرنا
لُطف آنا	=	مزہ آنا
رِقّت طاری ہونا	=	اللہ کا ڈر اور خوف پیدا ہونا
دل افسردہ ہونا	=	دل مردہ ہوجانا، مایوس ہوجانا
وقار	=	عزّت
آن کی آن	=	فوراً، اسی وقت

II- سوچئے اور بتایئے :

(1) امام ابوحنیفہؒ کون تھے ؟

(2) امام ابوحنیفہؒ کی چند صفات کا ذکر کیجئے۔

(3) مقروض کی بات سن کر آپ نے فوراً کیا کیا؟

(4) آپ کے محلّہ میں کون رہتا تھا ؟ اور رات کے وقت وہ کیا کرتا تھا ؟

(5) آپ نے موچی کی کس طرح مدد کی ؟

(6) آپ کے اخلاق سے متاثر ہوکر موچی نے کیا کیا ؟

(7) آپ کے استاد کا نام کیا تھا ؟

(8) قرآن مجید پڑھتے وقت آپ کی کیا حالت ہوتی تھی ؟

(9) آپ کی چند نصیحتیں لکھئے۔

(10) آپ کا انتقال کب ہوا اور کتنی مرتبہ جنازے کی نماز پڑھی گئی ؟

III۔ خالی جگہ کو قوسین میں دیے گئے مناسب الفاظ سے پُر کیجئے :

1. امام ابوحنیفہؒ بڑے اللہ والے اور _____ تھے	(پرہیزگار / ناپرہیزگار)
2. ان کے شاگرد _____ تھے	(بہت کم / بے شمار)
3. راستہ میں ایک شخص نظر آیا جو بہت دنوں سے آپ کا _____ تھا	(مقروض / قرض دینے والا)
4. آپ کے محلّہ میں ایک _____ رہتا تھا	(حکیم / موچی)
5. ایک مرتبہ اتفاق سے شہر کے _____ کا گذر ادھر سے ہوا	(کوتوال / وزیر)
6. _____ نے اس کے گرفتار ہوجانے کا واقعہ سنایا	(رشتہ داروں نے / پڑوسیوں نے)

IV۔ جوڑ ملائیے :

امام ابوحنیفہؒ	-	دس ہزار دینار
سخی	-	امام اعظمؒ
مقروض	-	۱۵۰ھ ہجری میں ہوئی
موچی	-	چپل سینے والا
امام حمادؒ	-	سخاوت کرنے والا
آپؒ کی وفات	-	استاد محترم

V۔ غور کیجئے اور سمجھئے :

اس سبق میں ایک مرکب لفظ ''بے شمار'' آیا ہے۔ یہ لفظ دراصل دو لفظوں سے ملکر بنا ہے۔ اگر کسی اسم یا صفت کے آگے چھوٹا سا لفظ جوڑ دیا جاتا ہے تو اسے سابقہ (Prefix) کہتے ہیں۔ جیسے بے شمار، بے کار وغیرہ۔ یہاں پر لفظ "بے" سابقہ ہے۔ اسی طرح آپ بھی سابقہ لگا کر مرکب الفاظ بنائیے اور اپنے استاد کو دکھائیے۔ جیسے بے خوف، بے فکر، بے وقوف، بد شکل وغیرہ

VI- ان الفاظ سے تذکیر و تانیث (جنس) الگ کیجئے :

حاجت، غیبت، مال، بیمار، رتبہ، محلّہ، نماز

VII- ان سوالوں کا جواب چار پانچ جملوں میں دیجئے :

(1) امام ابوحنیفہؒ کی سخاوت پر چند جملے لکھئے.

(2) موچی کہاں رہتا تھا اور اس کے اندر کیا بری عادتیں پائی جاتی تھی ؟

(3) امام صاحب نے اس موچی کے ساتھ کیا سلوک کیا ؟

(4) امام ابوحنیفہؒ کی چند نصیحتیں لکھئے.

(5) امام ابوحنیفہؒ کی زندگی پر مختصر روشنی ڈالئے.

بچّہ

تلوک چند محرومؔ

اے کہ اپنے ساتھ گھر بھر کی خوشی لایا ہے تو
کس وطن کی یاد میں روتا ہوا آیا ہے تو

کون سی دنیائے خنداں یاد آتی ہے تجھے
رونے والے یاد کس کس کی رُلاتی ہے تجھے

کیا کوئی زرّیں جزیرہ چھوڑ کر آیا ہے تو
گلشنِ فردوس سے منہ موڑ کر آیا ہے تو

یاد ایسے ہی تو کچھ آتے ہیں نظارے تجھے
اجنبی سے اس جہاں کے نقشے ہیں سارے تجھے

کس لئے حیرت سے ہر ایک کا منہ تکتا ہے تو
کچھ تو کہنا چاہتا ہے کہہ نہیں سکتا ہے تو

ہم کو بھی معلوم ہے تو ہے مسافر دور کا
مطلقاً اس دیس کی بولی سے ہے نا آشنا

ہاں بتا وہ سر زمینِ عافیت تھی کون سی؟
بستی ہے دل میں تیرے دلکشی وہ بستی کون سی؟

روشنی ہوتی ہے کیسی چاند سورج کی وہاں
تیرے چہرے پر ہویدا ہیں ابھی جس کے نشاں

کس چمن کا گل ہے تو کس عرش کا تارا ہے تو
کس قدر ہے پاک و روشن کس قدر پیارا ہے تو

I- الفاظ معنی

خنداں	=	خوشی
زرّیں	=	قیمتی
اجنبی	=	ناواقف
ناآشنا	=	نامعلوم شخص
عافیت	=	صحت، سلامتی
ہویدا	=	ظاہر
گلشن	=	باغ
گل	=	پھول
فردوس	=	جنت
دلکشی	=	خوبصورتی
عرش	=	آسمان
روشن	=	منور

مشق

II- اضداد لکھیے :

خوشی ×	رونا ×	رلانا ×
پھول ×	معلوم ×	آشنا ×
دنیا ×	روشن ×	روشنی ×

چاند ×	عرش ×	پاک ×
اچھا ×	بچے ×	

III۔ ذیل کے الفاظ کی واحد کی جمع اور جمع کی واحد لکھئے :

خوشیاں +	وطن +	نظارا +
نقشہ +	روشنی +	چہرے +
نشانات +	تصاویر +	جزیرے +

IV۔ نیچے دیے گئے سوالات کے مختصر جوابات لکھئے :

1. بچہ اپنے ساتھ کیا لاتا ہے ؟
2. بچے کو کونسی چیزیں یاد آتی ہیں ؟
3. بچہ کیوں کچھ نہیں کہہ پاتا ؟
4. بچہ کونسی زبان جانتا ہے ؟
5. شاعر نے بچے کو عرش کا تارا کیوں کہا ؟

V۔ تفصیلی جوابات لکھئے

1. اس نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے.
2. اپنی کاپی میں کسی بچے کی تصویر بناتے ہوئے اس کی خواہشوں کا ذکر کیجئے.

VI۔ نیچے دیے گئے مصرعے مکمل کیجئے :

1. ____________________ کس وطن کی یاد میں روتا ہوا آیا ہے تو
2. یاد ایسے ہی تو کچھ آتے ہیں نظارے تجھے ____________________
3. روشنی ہوتی ہے کیسی چاند سورج کی وہاں ____________________

مولانا ابوالکلام آزاد

ہندوستان کی آزادی کے لئے جدوجہد کرنے والے مسلمان رہنماؤں میں مولانا محمد علی جوہر، حکیم اجمل خان، ڈاکٹر مختار احمد انصاری اور مولانا ابوالکلام آزاد کا نام سرفہرست ہے۔ مولانا آزاد ایک مجاہد آزادی ہی نہیں، بلکہ ایک شعلہ بیان مقرر، بلند پایہ نثرنگار اور ایک قابل و لائق صحافی بھی تھے۔ آپ نے ساری زندگی انگریزوں کے خلاف آواز اٹھائی اور اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ ہندوستانیوں کے دلوں میں آزادی کا جذبہ پیدا کیا۔

آپ کی پیدائش 11 / نومبر 1888ء میں مکہ میں ہوئی۔ ان کا خاندان علم و فضل کے علاوہ تصوف اور روحانی سلسلہ کا ایک مرکز تھا۔ ان کے والد کلکتہ چلے آئے جہاں ان کے ہزاروں ماننے والے تھے۔ آزاد کی ابتدائی تعلیم و تربیت کلکتہ میں ہوئی۔ بچپن ہی سے مولانا کو ان کھیلوں کا شوق نہیں تھا جو چھوٹی عمر کے بچے کھیلا کرتے تھے۔ کبھی وہ اپنے گھر کے صندوقوں کو ایک قطار میں رکھ دیتے اور بہنوں سے کہتے کہ تم لوگ استقبال کرو کہ دہلی کے مولانا آرہے ہیں۔

بہنیں کہتیں: بھائی یہاں تو کوئی نہیں اس پر مولانا کہتے ”یہ تو کھیل ہے، کھیل میں ایسا ہی ہوتا ہے“۔ ان کی بڑی بہن فاطمہ بیگم کہتی ہیں: ”بچپن ہی سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کے چھوٹے سے بدن میں ایک بہت بڑا دماغ ہے“۔ ایک مرتبہ آزاد کا خاندان کہیں مہمان تھا اور جس مکان میں وہ رہتے تھے اس میں ایک بہت بڑا باغ بھی تھا۔ ایک دن مولانا آزاد ایک ٹوکری میں بہت سے شریفے لے آئے۔ اس پر ان کی بہن کو خیال ہوا کہ یہ شریفے اس باغ کے ہیں اور مولانا بلا اجازت توڑ کر لائے ہیں۔ یہ بات جب ان کے کانوں تک پہنچی تو انھوں نے یہ کہتے ہوئے کہ ”کیا میں چور ہوں“، ”کیا میں چور ہوں“، تمام شریفے ایک ایک کر کے کنویں میں پھینک دئے۔ میں ان شریفوں کو خرید کر لایا تھا۔ آپ لوگوں نے سمجھا کہ میں انھیں چُرا کر لایا ہوں۔

مولانا ابھی کم عمر ہی تھے کہ "الہلال" نامی ایک پرچہ جاری کیا اور اس پرچے کے مضامین اس قدر عمدہ ہوا کرتے تھے کہ لوگ انھیں کوئی بڑی عمر والا اور بہت بڑا عالم سمجھنے لگے تھے۔ انہوں نے ہر موضوع پر قلم اٹھایا۔ان کے لکھنے کا ایک خاص انداز تھا اور اپنی تحریروں میں وہ آیات قرآنی اور اردو فارسی اشعار کا بَر ملا استعمال کیا کرتے تھے جسے پڑھ کر محسوس ہوتا تھا کہ انگوٹھی میں نگینے جوڑ دیے گئے ہیں۔

علامی شبلی نعمانیؒ مولانا آزاد سے عمر میں کافی بڑے تھے اور وہ بھی ایک صاحب اسلوب انشاء پرداز اور کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ انھوں نے مولانا کی تحریروں کے تعلق سے کہا ہے کہ "میں ان کی ہر بات کا جواب دے سکتا ہوں لیکن آیتوں اور اشعار کا استعمال وہ جس طرح کرتے ہیں میں نہیں کرسکتا"۔اسی طرح اردو کے مشہور شاعر حسرت موہانی نے ان کی نثر کی تعریف میں ایک شعر لکھا تھا۔

جب سے دیکھی ابوالکلام کی نثر　　　　نظم حسرتؔ میں وہ مزہ نہ رہا

ہندوستان کی آزادی کے لئے انھوں نے بے شمار قربانیاں دیں۔ گاندھی، نہرو، مختار احمد انصاری، حکیم اجمل خان کے ساتھ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اپنا آرام اور چین قربان کیا۔ان کی زندگی کا بڑا حصہ جیلوں میں گذرا اور جیلوں میں بھی انگریزی حکومت کی جانب سے دی جانے والی رعایتوں کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔1923ء میں گانگریس کمیٹی کے صدر منتخب ہوئے۔ ہندوستان آزاد ہونے کے بعد وہ ملک کے پہلے وزیر تعلیم بنائے گئے۔ وزیر تعلیم کی حیثیت سے انھوں نے کئی یونیورسٹیاں اور اداروں کی داغ بیل ڈالی۔اردو زبان و ادب کی ترویج کے لئے کوششیں کیں اور اسی باوقار عہدے پر رہتے ہوئے 22/فروری 1958ء میں ان کا انتقال ہوا۔

I۔ معنی اور اشارے

جدوجہد	=	کوشش، محنت
رہنما	=	راستہ دکھانے والا، رہنمائی کرنے والا
سرفہرست	=	سب سے پہلے
فہرست	=	ترتیب
مجاہد آزادی	=	آزادی کی خاطر جہاد کرنے والے
شعلہ بیان	=	زبردست بیان کرنے والے
نثر نگار	=	مضمون لکھنے والا
صحافی	=	خبریں لکھنے والا
شوق	=	خواہش، دلچسپی

قِطار	=	صف
استقبال کرنا	=	کسی کی آمد پر خوش آمدید کرنا
شریفے	=	سیتا پھل
بِلا اجازت	=	بغیر اجازت کے
عمدہ	=	بہت اچھا
بَرملا	=	موقع محل، فوراً
قلم اٹھانا	=	لکھنا
نگینہ	=	ہیرا
اسلوب	=	انداز، (style)
انشاء پرداز	=	مصنف
صعوبتیں	=	تکلیفیں، مصیبتیں
رعایتیں	=	سہولتیں
ادارے	=	مدرسے، اسکول
داغ بیل	=	بنیاد
ترویج	=	ترقی
باوقار	=	عزت والے
عہدہ	=	مرتبہ

II۔ پہچانئے اور کیجئے : مناسب الفاظ سے خانہ پری کیجئے :

1. ہندوستان کے مسلم رہنماؤں میں ـــــ سرفہرست ہیں۔
2. مولانا آزاد کی پیدائش ـــ نومبر ـــ میں مکہ میں ہوئی۔
3. ان کے والد ـــ چلے آئے۔
4. آزاد کی ابتدائی تعلیم و تربیت ـــــ میں ہوئی۔
5. وہ اپنے گھر کے ـــــ کو ایک قطار میں رکھ دیتے۔
6. ایک دن مولانا آزاد ـــــ میں بہت سے ـــــ لے آئے۔
7. تمام شریفے ایک ایک کر کے ـــــ میں پھینک دئے۔
8. مولانا ابھی کم عمر ہی تھے کہ ـــــ نامی ایک پرچہ جاری کیا۔

III جوڑ لگایئے

الف		ب
مولانا ابوالکلام	=	حکیم اجمل خان
مسلم رہنما	=	11 نومبر 1888
پیدائش	=	آزاد
بچپن ہی سے	=	کھیلوں کا شوق نہیں تھا
فاطمہ بیگم	=	شریفے لے آئے
ٹوکری میں	=	بڑی بہن
الہلال	=	نثر کی تعریف
حسرت موہانی نے	=	مولانا ابوالکلام آزاد
پہلے وزیر تعلیم	=	پرچہ
قطار	=	صف

IV۔ ان الفاظ کی واحد سے جمع اور جمع سے واحد بنایئے:

جذبات، مرکز، قطار، باغات، شریفے، مضامین، موضوع، شعر، قربانیاں، رعایت

V۔ قوسین دیئے گئے لفظوں سے خالی جگہوں کو پُر کیجئے:

1) ہندوستان کی آزادی کے لئے جدوجہد کرنے والے مسلم رہنما
(عبدالکلام ، محمد علی جناح ، ابوالکلام آزاد)

2) آزاد نے ____ کے خلاف آواز اٹھائی۔ (کافروں ، مسلمانوں ، انگریزوں)

3) آپ کی پیدائش ____ میں ہوئی ۔ (ریاض ، مکہ ، مدینہ)

4) ان کے والد ____ چلے آئے۔ (مدراس ، لکھنو ، کلکتہ)

5) " کیا میں چور ہوں"" کیا میں چور ہوں" کہنے والے (آزاد کی بہن ، آزاد کے رشتہ دار ، آزاد)

VI۔ (الف) جملے بنایئے:

جدوجہد ، رہنما ، آزادی ، جذبہ ، استقبال ، پرچہ

(ب) ان الفاظ کی ضد لکھئے:

آزادی ، لائق ، پیدائش ، مہمان ، محسوس ، خاص

VII۔ مندرجہ ذیل سوالوں کا ایک دو جملوں میں جواب دیجئے:

(1) ہندوستانی مسلم رہنماؤں میں سے دو کے نام لکھئے۔

(2) آزاد کب اور کہاں پیدا ہوئے ؟

(3) آزاد کی بڑی بہن فاطمہ بیگم آپ کے بارے میں کیا کہتی ہیں ؟

(4) ایک دن آزاد ٹوکری میں کیا لے آئے ؟

(5) مولانا کے پرچہ کا نام کیا تھا ؟

(6) آزاد کی نثر کے بارے میں حسرت موہانی نے کیا شعر کہا ؟

(7) آزادی کے بعد مولانا کو کیا عہدہ ملا ؟

(8) 1923 میں آپ کو کیا عہدہ ملا ؟

VIII۔ ان سوالوں کا جواب پانچ چھ جملوں میں دیجئے۔

(1) مولانا آزاد کن خوبیوں کے مالک تھے ؟

(2) آزاد کو بچپن سے کس بات کا شوق نہیں تھا ؟

(3) بڑی بہن آپ کے بارے میں کیا کہتی تھیں ؟

(4) "الہلال" کے بارے میں چند جملے لکھئے۔

(5) علامہ شبلی نعمانیؒ اور حسرت موہانی نے آپ کے تعلق سے کیا فرمایا ہے ؟

(6) ہندوستان کی آزادی کے لئے آزاد نے کیا قربانیاں دیں ؟

(7) حکومت کی طرف سے آپ کو کیا عہدے دئے گئے ؟

IX۔ تفصیلی جواب لکھئے۔

(1) آزاد کی زندگی کے حالات اپنے الفاظ میں لکھئے۔

(2) اس سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

(3) آزاد بحیثیت "مجاہد ہند" تفصیلی جواب لکھئے۔

میرا دیس

افسر میرٹھی

جیسا میرا دیس ہے افسر ایسا کوئی دیس نہیں
پھولوں کا ہر سمت مہکنا
کلیوں کا ہر روز چٹکنا
باغوں میں بلبل کا چہکنا
میووں کا شاخوں سے لٹکنا

جیسا میرا دیس ہے افسر ایسا کوئی دیس نہیں
کیسے اچھے دریا
وہ ان کا اِٹھلا کر چلنا
دو بہنیں ہیں گنگا جمنا
دنیا میں نہیں ثانی ان کا

جیسا میرا دیس ہے افسر ایسا کوئی دیس نہیں
دیکھو یہ ساون کی بہاریں
پڑتی ہیں ہر سمت پھواریں
ہرے بھرے پودوں کی قطاریں
بادل جن پر موتی واریں

جیسا میرا دیس ہے افسر ایسا کوئی دیس نہیں
شبنم نے پھولوں کو نکھارا
سورج نے کچھ اور سنوارا
کیسا سماں ہے پیارا پیارا
ایک گلشن ہے بھارت سارا

جیسا میرا دیس ہے افسر ایسا کوئی دیس نہیں
مٹی ہے اکسیر یہاں کی
ایسی زمیں ہے اور کہاں کی
جھولی بھر دی سارے جہاں کی
کیوں کر ہو تعریف کساں کی
جیسا میرا دیس ہے افسر ایسا کوئی دیس نہیں

I۔ معنی اور اشارے

ہر سمت	=	ہر طرف	
چٹکنا	=	کِھلنا	
چہکنا	=	گانا	
میوہ	=	پھل،	میوہ+میووں
اِٹھلانا	=	اِترانا، مستی دکھانا	
ثانی	=	دوسرا	
ساون	=	برسات کا مہینہ	
پھواریں	=	بارش کی بُوندیں	پُھوار کی جمع + پُھواریں
قطار	=	سلسلہ، صف باندھ	
پودے	=	نوخیز پیڑ،	پودا کی جمع + پودوں
وارے جانا	=	صدقے جانا	
نِکھارنا	=	چمکانا	
سماں	=	وقت	
گلشن	=	باغ	
اکسیر	=	ادنیٰ کو اعلیٰ کرنے والی چیز	

II۔ ذیل کے سوالوں کا جواب ایک یا دو جملے میں لکھئے۔

1۔ دیس کے پھول، کلی اور بُلبل کیا کر رہے ہیں ؟

2۔ ہمارے دریا کے نام بتائیے اور شاعر نے ان دونوں کی کیا نسبت بتائی ہے ؟

3۔ ساون کی بہار میں کیا ہوتا ہے ؟

4۔ شبنم اور سورج ملکر پھولوں کو کیا کرتے ہیں ؟

5۔ "ایک گلشن ہے بھارت سارا" سے شاعر کی کیا مراد ہے ؟

6۔ شاعر نے اپنے دیس کی مٹی کو اکسیر کیوں کہا ہے ؟

7۔ جھولی بھر دی سارے جہاں کی کیوں کر ہو تعریف کساں کی
اس جگہ جھولی بھر دینے سے شاعر کا کیا مطلب ہے ؟

8۔ شاعر نے یہ بات بار بار کیوں کہی ہے ؟
"جیسا میرا دیس ہے افسرؔ ایسا کوئی دیس نہیں"

III- جوڑ لگایئے

ب	الف
گنگا جمنا	پھول
پھوار	کلی
چہکنا	میوہ
کسان	دریا
لٹکنا	ساون
چٹکنا	مٹی
مہکنا	بلبل

IV۔ مصرعے لگا کر بند مکمل کیجئے

____

وہ ان کا اٹھلا کر چلنا

____

دنیا میں نہیں ثانی ان کا

V۔ ان پر صحیح (√) یا غلط (×) نشان لگایئے:

1. کلیوں کا ہر روز بہکنا ( )
2. باغوں میں دلدل کا بہنا ( )
3. سنو یہ ساون کی بہاریں ( )
4. ہرے بھرے پودوں کی قطاریں ( )
5. اک گلشن ہے بھارت سارا ( )

VI۔ غور کیجئے اور سمجھئے

1) اس نظم میں شاعر نے اپنے دیس کو سب سے اچھا کہا ہے۔اسے اپنے دیس کی سب چیزیں اچھی لگتی ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو اپنے وطن سے محبت ہوتی ہے اس لئے اپنے وطن کی سب چیزیں اچھی معلوم ہوتی ہیں۔جن چیزوں کا ذکر شاعر نے کیا ہے ان کے علاوہ تمہیں اپنے وطن میں جو باتیں اچھی لگتی ہیں ان کے نام لکھ کر ان کے متعلق کچھ باتیں اپنی کاپی میں لکھئے۔

2) "دیکھو یہ ساون کی بہاریں"

اس مصرع میں اور اس کے بعد کے تین مصرعوں میں شاعر نے ہندوستان کی برسات کا ذکر کیا ہے۔اردو کے بہت سے شاعروں نے برسات پر بڑی اچھی اچھی نظمیں لکھی ہیں۔ان میں سے دو ایک نظمیں تلاش کر کے پڑھئے۔ خاص کر حالؔی کی "برکھارت" ضرور پڑھئے اور اس نظم میں تمہیں جو شعر اچھے لگیں انھیں اپنی کاپی میں لکھئے۔

3) ہرے بھرے پودوں کی قطاریں   بادل جن پر موتی واریں
شبنم نے پھولوں کو نکھارا   سورج نے کچھ اور سنوارا
مٹی ہے اکسیر یہاں کی   ایسی زمیں ہے اور کہاں کی

اوپر کے شعروں میں شاعر نے کچھ ایسی باتیں کہی ہیں جنھیں صرف شاعر ہی کہہ سکتا ہے۔مثلاً بادل کا موتی وارنا،شبنم کا پھولوں کو نکھارنا۔سورج کا پھولوں کو سنوارنا اور مٹی کا اکسیر ہونا۔ان باتوں کا مطلب اپنے استاد سے اچھی طرح سیکھئے۔

4) پھولوں کا ہر سمت مہکنا   کلیوں کا ہر روز چٹکنا

ان دو مصرعوں میں "مہکنا" اور "چٹکنا" آیا ہے۔یہ دونوں مصدر کہلاتے ہیں۔اردو میں مصدر "نا" پر ختم ہوتے ہیں اور انھیں سے مختلف فعل بنتے ہیں۔اس نظم سے کچھ اور "مصدر" تلاش کر کے اپنی کاپی میں لکھئے۔

عملی کام :

اس نظم کو زبانی یاد کیجئے۔

نواب سی۔ عبدالحکیم

پروفیسر سید صفی اللہ

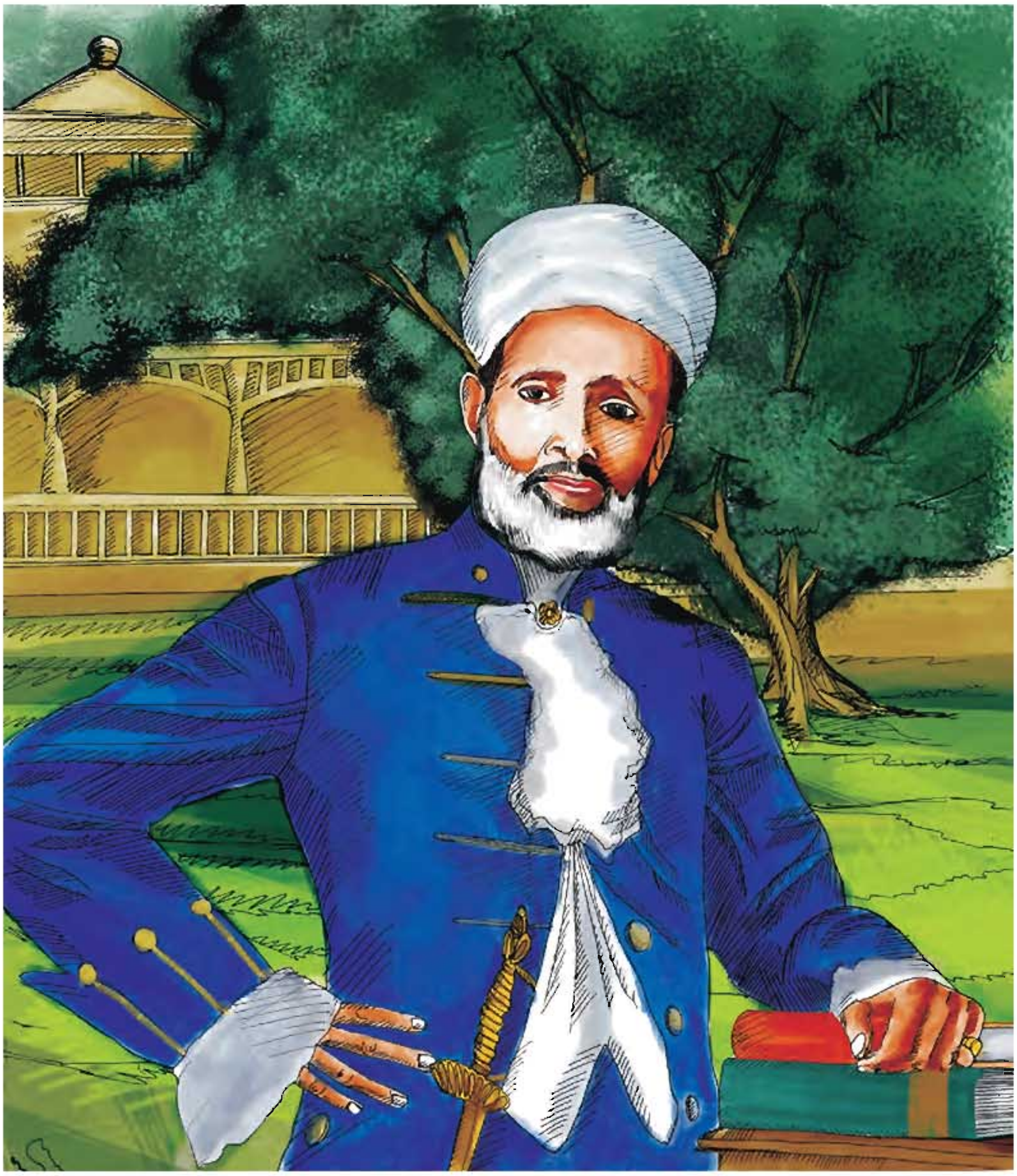

دہلی سے ایک وفد نواب سی عبدالحکیم صاحب سے مالی امداد حاصل کرنے کے لئے مدراس آیا۔ اس وفد میں بڑے بڑے علماء شامل تھے۔ انھوں نے سن رکھا تھا کہ مدراس میں ایک بہت بڑے تاجر نواب سی عبدالحکیم رہتے ہیں۔ جنھوں نے ملّی اداروں کی امداد کے لئے اپنے خزانے کا منہ کھول رکھا ہے۔ لیکن ان میں کسی کی نواب صاحب سے جان پہچان نہ تھی اور نہ کسی نے انھیں پہلے دیکھا تھا۔ اس لئے انھوں نے سوچا کہ ایک اور تاجر جناب وی عبدالکریم صاحب کے ذریعہ ملاقات

کریں۔عبدالکریم صاحب نے ان حضرات کو اپنی کار میں لیا اور حکیم صاحب کی منڈی پہنچ گئے۔ذرا آگے خود عبدالکریم صاحب کی منڈی تھی۔انھوں نے سوچا کہ ایک نظر اپنی منڈی پر بھی ڈال آئیں۔اس لئے وفد کے حضرات کو حکیم صاحب کی منڈی کے آگے اتار دیا اور یہ کہتے ہوئے آگے بڑھ گئے کہ " آپ حکیم صاحب کے پاس بیٹھیں، میں ابھی دو منٹ میں اپنی منڈی تک ہو کر آجاؤں گا"۔

وفد کے ممبر منڈی میں داخل ہوئے تو سامنے انھیں کچھ مزدور کام میں مصروف نظر آئے۔وفد نے سوچا کہ کیوں نہ انھیں سے پوچھ لیں کہ نواب صاحب کہاں ملیں گے۔مگر پھر سوچا، یہ لوگ پتہ نہیں اردو جانتے ہوں گے کہ نہیں اور خود تمل بول نہیں سکتے تھے۔انھوں نے دیکھا کہ ان میں ایک شخص قمیص اور لنگی میں ملبوس ننگے سر اور ننگے پیر کام میں لگا ہوا ہے۔انھوں نے سوچا کہ یہ شخص مسلمان لگتا ہے ممکن ہے اردو سمجھ جائے۔پوچھا

" عبدالحکیم صاحب کہاں رہتے ہیں ؟ ہمیں ان سے ملنا ہے "اس شخص نے ان کی طرف دیکھا شاید اسے ان کا کام میں خلل ڈالنا برا لگا۔ڈانٹتے ہوئے کہا

''یہاں کوئی حکیم وکیم نہیں ہے۔جاؤ اپنا کام کرو"۔

اس جواب سے وفد کے ممبران پریشان ہو اٹھے۔اتنے میں عبدالکریم صاحب بھی پہنچ گئے اور اس شخص کو سلام کرتے ہوئے بڑے ادب سے کہا

''جمعیۃ العلماء کا وفد آپ سے ملنے آیا ہے"۔

وفد کے ممبران حیرت زدہ رہ گئے۔تو یہی ہیں نواب سی عبدالحکیم۔!

ایک کروڑ پتی انسان اور سادگی کا یہ عالم کہ نوکروں کے برابر ہو کر کام کر رہا ہے۔!

اس کے بعد نواب سی عبدالحکیم نے ان سے معافی مانگی۔انھیں اپنے کمرے میں لے گئے اور توقع سے زیادہ مالی امداد کی۔

نواب سی عبدالحکیم کوئی معمولی تاجر نہ تھے بلکہ ملک التجار تھے۔آپ کا کاروبار کروڑوں میں چلتا تھا مگر سادگی کا یہ عالم کہ ایک معمولی سا آدمی نظر آتے تھے۔بڑے ہی محنتی، وہ ان تاجروں کی طرح نہیں تھے جو صاف سُتھرے کمرے میں نفیس میز کرسی لگائے آرام سے بیٹھے رہتے ہیں اور سارا کام نوکروں سے لیتے ہیں۔نواب صاحب اپنی تجارت کے ہر کام میں شریک رہتے تھے۔بے حساب نوکر تھے۔پڑھے لکھے بھی اور اَن پڑھ بھی۔آپ سب کے ساتھ نظر آتے۔خود مال خریدتے، اس کی جانچ کرتے۔اسے قسموں کی لحاظ سے الگ الگ رکھتے۔تجارت کا انداز اور طریقہ ایسا کہ انگریز کمپنیاں آپ کا مقابلہ نہیں کر پاتیں۔بات کے بڑھے سیدھے اور دل کے اتنے اچھے کہ تاجروں سے لے کر نوکروں تک آپ کی خوبیوں اور ہمدردیوں کا کلمہ پڑھتے تھے۔

یہ سادگی اور محنت کشی دراصل آپ کے سیدھے سادے بچپن کی دین ہے۔ آپ ایک تاجر گھرانے میں ضرور پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے والد صدیق حسین ریشم کے ایک بڑے تاجر تھے لیکن تجارت میں پے در پے نقصانات کی وجہ سے مالی حالت ایسی نہ رہی کہ نواب صاحب کا بچپن عیش و آرام سے گذرتا۔ اس پر کم سنی ہی میں آپ کے والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا تھا اور آپ اپنے چچا کے سرپرستی میں آگئے تھے۔ چچا مالی طور پر خاصے آسودہ حال تھے لیکن حالات کی ناہمواری کی بنا پر یہاں بھی آپ کو عیش و آرام سے محروم ہی رہنا پڑا۔

اُن دنوں تعلیم بہت مہنگی تھی اور اس کی سہولتیں بھی عام نہ تھیں جس کی وجہ سے تعلیم حاصل کرنے کی تمنّا دل کی دل میں رہ گئی اور آپ تجارت کی طرف رجوع ہوگئے۔ صبر، توکل اور درگذر کے اوصاف اسی وقت سے آپ میں پیدا ہوگئے تھے۔ اس پر آپ کی محنت اور ایمانداری۔ بہت ہی چھوٹے پیمانے پر تجارت شروع کی تھی لیکن ترقی کی راہیں اپنے آپ کھلتی چلی گئیں۔ اپنی ایمانداری، دوراندیشی اور اعلیٰ صلاحیتوں سے بڑی تیزی کے ساتھ ترقی کے زینے طئے کرنے لگے اور ایک دن وہ بھی آیا کہ آپ ملک التجار کہلائے۔

نواب سی عبدالحکیم کا نام ہندوستان سے انگلستان تک مشہور تھا۔ لیکن جس چیز نے آپ کو "نواب" اور "خان بہادر" بنایا وہ آپ کی تعلیمی، ملّی اور سیاسی خدمات تھیں! آپ کی جود و سخا اور آپ کی داد و دہش تھی! آپ کی سالانہ آمدنی کروڑوں میں جاتی تھی اور اس آمدنی کا تین چوتھائی حصّہ اس طرح کے امدادی کاموں پر صرف ہوتا تھا۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کتنا روپیہ ملک و ملّت کے کاموں میں جاتا رہا ہوگا !

شاید ہی ایسا کوئی مدرسہ ہوگا جسے آپ کی مالی تائید حاصل نہ رہی ہو اور تمل ناڈو کا شاید ہی کوئی گاؤں یا شہر ہوگا جو آپ کی نظر کرم سے فیضیاب نہ ہوا ہو۔ آرکاٹ، رانی پیٹ، ویلور، گڑیاتم، آمبور، وانمباڑی، عمر آباد، پلی کنڈہ، بلنجپور، چنگم، ترنامل، کوئمبتور، کرنول، بنگلور، میسور جیسے مقامات کے کتنے ہی مدرسوں اور مسجدوں کی تعمیر یا توسیع و ترقی میں آپ کی مالی تائید کو دخل رہا۔ یہ تو جنوبی ہند کی بات ہے شمالی ہند کے بھی بے شمار مدرسوں اور اداروں کو آپ کی طرف سے برابر مالی امداد پہنچتی رہتی تھی۔ اپنے وطن وشارم سے تو آپ کو والہانہ محبت تھی۔

وطن کی اس زمین کا چپّہ چپّہ آپ کے احسان تلے دبا ہوا ہے۔

وشارم کے بعد آپ کی توجہ کا مرکز شہر مدراس رہا۔ شہر میں آج بھی کئی ایسے ادارے اور مدراس ہیں جو آپ کی دریادلی کی داستان سنا رہے ہیں۔ صدیق سرائے کی تعمیر اور اس کا قیام آپ کا ایک تاریخی کارنامہ ہے۔ یہ آپ کے والد کی آخری دنوں کی وصیت تھی جسے آپ نے پورا کیا تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کے والد ممبئی سے وشارم لوٹ رہے تھے۔ ممبئی میں آپ کو زبردست خسارہ ہوا تھا۔ بڑے ہی دل برداشتہ تھے۔ مدراس پہنچ کر سینٹرل اسٹیشن سے بڑی میٹ جا رہے تھے تو راستے میں دیکھا کہ سری رام سوامی مدلیار

سرائے سے مسلمان مسافروں کو دھکّا دے کر باہر کیا جا رہا ہے۔آپ سے یہ منظر دیکھا نہ گیا۔گاؤں پہنچتے ہی فرزند کو بلایا اور سارا حال سنا کر کہا، "اگر خدا تعالیٰ تمہیں مال و دولت سے نوازے تو شہر مدراس میں مسلمان مسافروں کے لئے ایک سرائے ضرور بنوانا"۔ والد کی یہ وصیت نواب صاحب بھول نہ پائے اور جب موقع آیا تو اس ہندو سرائے کی بغل میں وسیع زمین خرید کر تین منزلہ عمارت کھڑی کر دی۔

اس سے پہلے شہر میں وارد ہونے والے مسلمان مسافروں کے لئے کوئی سرائے یا مسافر خانہ موجود نہیں تھا۔ یہ مسافر خانہ سینٹرل ریلوے اسٹیشن سے اس قدر قریب ہے کہ مسافروں کو یہاں تک پہنچنے میں کوئی مشکل نہیں ہوتی۔

یہ کارِ خیر اپنی قوم تک محدود نہ تھا بلکہ اس کا دامن دوسرے مذاہب کے افراد تک بھی پھیلا ہوا تھا۔لگتا ہے اللہ نے آپ کو صرف دردِ دل کے واسطے پیدا کیا۔ وشارم اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں کی کتنی ہی بیوائیں، یتیم اور مسکین آپ سے ماہانہ وظیفے پاتے تھے۔

اللہ نے آپ کو دولت اور ناموری ہی نہیں دی بلکہ عزت بھی عطا کی۔وہ عزت جو شاد و نادر ہی کسی کو حاصل ہوتی ہے۔آپ کی دریا دلی کی وجہ سے آپ کو "(نواب)" کے خطاب سے نوازا گیا۔قومی و ملّی خدمات کی وجہ سے حکومتِ وقت نے "خان بہادر" کا خطاب دیا۔شریف النفسی اور ذاتی وقار نے "شریف آف مدراس" کے منصب پر فائز کیا۔قانون ساز اسمبلی کے رکن بھی نامزد ہوئے۔ان سب سے بڑھ کر یہ کہ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے 1937ء کے سالانہ اجلاس منعقدہ علی گڑھ کے صدر منتخب ہوئے جس میں عالی جناب خان بہادر الحاج ڈاکٹر سر محمد مزمل خان، نواب صدر یار جنگ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد، مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا سعید احمد صاحب، علامہ حسین احمد مدنی اور ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب جیسے رہبرانِ قوم موجود تھے۔یہ آپ کی بیش بہا خدمات کے عوض قوم کی جانب سے پیش کیا جانے والا سب سے بڑا اعزاز تھا۔

نواب صاحب کی سادگی، ہمدردی، انسانیت، قومی خدمات، سیاسی تائید کو تو دنیا والوں نے دیکھ لیا۔ لیکن آپ کے دل میں لڑکپن کی ایک حسرت ایسی بھی تھی جس سے آپ کے گاؤں کے چند افراد ہی واقف تھے۔

جب کام نہ رہتا، آپ اپنے گاؤں پہنچ جاتے۔شام میں گھر سے نکل کر باہر چبوترے پر آ کر بیٹھ جاتے اور بڑی حسرت سے گلی میں کھیلتے ہوئے بچوں کو دیکھتے رہتے۔بچپن میں آپ کو اس طرح کھیل کود کرنے کا موقع کہاں ملتا تھا ؟ اتنے میں ادھر سے کوئی خوانچے والا گذرنے لگتا تو بچے دوڑتے ہوئے آپ کے پاس آتے اور کہنے لگتے کہ خوانچہ والے سے میوے دلائیں۔ نواب صاحب کے چہرے پر مسکراہٹ آجاتی۔ایسی مسکراہٹ جس میں شرارت زیادہ ہوتی۔ چپکے سے کہہ دیتے۔جاؤ، اس کو لُوٹ لو۔بچے خوانچہ پر ٹوٹ پڑتے اور لُوٹ مچ جاتی ! خوانچہ والا چیخنے چلّانے لگتا۔ پھر پریشان ہو کر آپ سے فریاد کرنے لگتا۔آپ پہلے انجان بنتے اور ٹال مٹول کرنے لگتے، پھر اسے منہ مانگی رقم دے کر خوش کر دیتے۔بچوں میں بچے بن جانے کی یہ نرالی ادا کہیں دیکھنے میں نہ آئی۔آپ کی بہت بڑی خواہش تھی کہ مکّہ معظّمہ میں مدراس کے حاجیوں کے لئے ایک عالی شان

رباط تعمیر کریں۔آپ نے سوچ رکھا تھا کہ جب حج کے لئے جائیں گے رِباط کی تعمیر کا کام بھی کروادیں گے۔آپ حج کے لئے عازم سفر ہی ہوئے۔ مگر راستے میں علالت کا شکار ہوئے۔اور سفر رُک گیا اور اس مرض میں جنوری 1938ء میں انتقال فرمایا۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

جو حج کی نیت کر کے نکل پڑتا ہے وہ اگر کسی وجہ سے بیت اللہ پہنچ بھی نہ پائے تو اس کا حج ہو جاتا ہے۔ بے شک نواب سی عبدالحکیم مرحوم کا حج بھی ہو گیا تھا۔لیکن قوم مکّہ معظّمہ میں ایک عالیشان رِباط سے محروم رہ گئی۔

غور کیجئے :

سی عبدالحکیم سے متعلق یہ مضمون ایک تعارفی مضمون ہے۔آپ کی تمام خوبیوں کو ایک چھوٹے سے مضمون میں پیش کرنا مشکل ہے۔جناب حافظ باقوی صاحب نے "مخیّرِ اعظم" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔اس میں آپ نے بڑی محنت سے نواب صاحب موصوف کی زندگی کے تفصیلی حالات،آپ کی فیاضی اور عملی وقومی خدمات کا حال لکھا ہے۔آپ اس کتاب کو ضرور پڑھیں۔

I۔ معنی اور اشارے

وفد	=	کسی ادارے کی نمائندگی کرنے والی جماعت
مِلّی	=	قومی، مِلّت کی
مصروف	=	مشغول
ملبوس	=	پہنے ہوئے
خلل ڈالنا	=	رکاوٹ ڈالنا
آسودہ حال	=	خوش حال
ناہمواری	=	یکساں نہ ہونا
توکل	=	اللہ پر بھروسہ
درگذر	=	نظرانداز کردینا
دوراندیشی	=	سوچ سمجھ کر کام کرنا
ملک التجار	=	تاجروں کا بادشاہ

جُود وسخا	=	سخاوت
فیضیاب ہونا	=	فائدہ اٹھانا، فیض پانا
والہانہ	=	بے انتہا
خسارہ	=	نقصان
گردونواح	=	آس پاس
شریف النفس	=	پاکباز، نیک اخلاق والا
رِباط	=	سرائے، مہمان خانہ

II۔ تین جملوں میں جواب لکھئے۔

1. دہلی کے وفد نے نواب صاحب کو کس حالت میں دیکھا ؟
2. نواب صاحب مزدوروں کے ساتھ کس طرح پیش آتے تھے ؟
3. حکیم صاحب کا بچپن کن حالات میں گذرا ؟
4. ایمانداری اور دور اندیشی سے حکیم صاحب کو کیا حاصل ہوا ؟
5. حکیم صاحب کیوں تعلیم حاصل نہ کر سکے ؟
6. کن خدمات نے حکیم صاحب کو نواب اور خان بہادر بنایا ؟
7. حکیم صاحب کی آمدنی کا کتنا حصہ امدادی کاموں پر صرف ہوتا تھا ؟

III۔ پانچ جملوں میں جواب دیجئے :

1. مدراس میں حکیم صاحب نے کیا امدادی کام کئے ؟
2. حکیم صاحب بچوں کے ساتھ کس طرح بچے بن جاتے تھے ؟

IV۔ دس جملوں میں جواب دیجئے :

1. نواب سی عبدالحکیم صاحب کی تجارت کے انداز کا جائزہ لیجئے۔
2. نواب صاحب کی سادگی اور محنت کشی پر روشنی ڈالئے۔

V۔ مناسب الفاظ سے خالی جگہ بھرتی کیجئے

1. ....کا وفد آپ سے ملنے آیا۔
2. آپ نے بہت ہی چھوٹے .... پر تجارت شروع کی تھی۔
3. قومی وملّی خدمات کی وجہ سے حکومتِ وقت نے ....کا خطاب دیا۔

VI جوڑ لگائیے

الف	ب
توکل	سخاوت
جودوسخا	پاک باز
خسارہ	نقصان
شریف النفس	اللہ پر بھروسہ
رِباط	مہمان خانہ

غور و خوص

شہر مدراس میں نواب سی عبدالحکیم کے چند یادگار کارناموں کے نام بتائیے۔ ان سے یہاں کے عوام کو کیا فائدہ پہنچا ہے۔

کچھ مضمون نگار کے بارے میں

اس مضمون کے مصنف ڈاکٹر سید صفی اللہ نے مدراس یونیورسٹی میں اردو پروفیسر کی حیثیت سے کئی علمی و ادبی خدمات انجام دیں۔ انہوں نے کئی مضامین اور افسانے لکھے ہیں۔ "تمل ناڈو میں اردو صحافت" اور "تمل ناڈو میں اردو نثر کا ارتقا" ان کی معروف تصانیف ہیں۔ تمل ناڈو میں جب اردو اکیڈمی کا قیام ہوا تو بہ حیثیت وائس چیرمن منتخب ہوئے۔

ہماری عید

حفیظ جالندھری

یہ عید ہے روزہ داروں کی محبوبِ خُدا کے پیاروں کی
جن کی طاعت مشکور ہوئی پروان چڑھی منظور ہوئی
سجدوں نے جبین چمکائی منت کی مرادیں بر آئی
محنت کا شجر پھل لایا ہے دن فضل خُدا کا آیا ہے
یہ بخشش کی اُمید کا دن
یاروں کے لئے ہے عید کا دن

رحمت کی گھٹائیں چھائی ہیں قبلے کی طرف سے آئی ہیں
وا ہیں توحید کے مئے خانے اور گردش میں ہیں پیمانے
ساقیِ ازل کی چوکھٹ ہے مستانِ الست کا جمگھٹ ہے
یہ سب اللہ کے دیوانے شمعِ وحدت کے پروانے
توحید کے نغمے گاتے ہیں
مل مل کر عید مناتے ہیں

ہم بدقسمت ہم بے چارے | آزارِ فرقت کے مارے
عید آئی ہے کیسے مانیں | ہم عید کی خوشیاں کیا جانیں
یثرب سے نہیں پیغام آیا | غربت میں ماہِ صیام آیا
محبوب کے در سے دُور ہے | لاچار ہوئے مجبور رہے
جب نورِ خدا کی دید نہیں
یہ عید ہماری عید نہیں

تعارف:

اس نظم میں حفیظ جالندھری فرماتے ہیں اللہ نے ہم ایمان والوں کو دو مقدّس عیدیں دی ہیں۔ اُس میں عیدالفطر بھی ایک اہم عید ہے۔ اُس دن امیر غریب بڑے چھوٹے سب خوشیاں مناتے ہیں۔ اس ماہ میں اللہ کے طرف سے رحمت کی بارش برستی ہے۔ ہم مسلمانوں کو چاہیئے عید سے قبل کی رات میں اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر عبادت کریں۔ قرآن پاک کی تلاوت کریں، نفل عبادتیں، صدقہ، فطرہ ادا کریں غریبوں کے ساتھ ہمدردی، مالی تعاون اور زکوٰۃ ادا کریں تو خُدا کی خوشنودی ہمیں حاصل ہوگی۔

I۔ معنی اور اشارے

طاعت ۔ بندگی یا عبادت
مشکور ۔ جس کا شکر ادا کیا جائے
جبین ۔ پیشانی
منت ۔ نیاز
شجر ۔ درخت
وا ہیں ۔ کھلے ہوئے ہیں
توحید ۔ خدا کے ایک ہونے پر یقین کرنا یا وحدانیت
ساقیِ ازل ۔ اللہ تعالیٰ
مستانِ الست ۔ بے ہوش ہونا
وحدت ۔ ایک ہونا

نغمے ۔ ترانے یا گیت

یثرب ۔ مدینہ منورہ کا قدیم نام

غربت ۔ مفلسی، محبوب کے در سے دوری

صیام ۔ روزے

دید ۔ نگاہ

مشق

II۔ ذیل میں دیے گئے اشعار کو جوڑ لگائیے اور مکمل کیجیے :

رحمت کی گھٹائیں چھائی ہیں	۔	شمعِ وحدت کے پروانے
واہیں توحید کے مے خانے	۔	مستانِ الست کا جمگھٹ ہے
ساقیِ ازل کی چوکھٹ ہے	۔	قبلے کی طرف سے آئی ہیں
یہ سب اللہ کے دیوانے	۔	اور گردش میں ہیں پیمانے

III۔ ذیل کے اشعار کی نثر بنائیے :

یہ عید ہے روزہ داروں کی
محبوبِ خُدا کے پیاروں کی
جن کی طاعت مشکور ہوئی
پروان چڑھی منظور ہوئی

IV۔ مصرعے مکمل کیجیے :

(1) یہ بخشش کی اُمید کا دن ________

(2) یہ سب اللہ کے دیوانے ________

(3) توحید کے نغمے گاتے ہیں ________

(4) ________ یہ عید ہماری عید نہیں

V۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے اضداد لکھئے :

آقا ×	روزہ ×
پیار ×	منظور ×
شجر ×	مراد ×
قسمت ×	خوشی ×

VI۔ مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جواب لکھئے

1. مسلمانوں کی مقدّس عیدیں کونسی ہیں ؟
2. یہ عید کون مناتے ہیں ؟
3. رحمت کی گھٹائیں کس رُخ سے آئی ہیں ؟
4. عید ہم کیسے مناتے ہیں ؟
5. یثرب کس کو کہتے ہیں ؟
6. "یہ عید ہماری عید نہیں" شاعر ایسا کیوں کہتے ہیں ؟

VII۔ اس نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

VIII۔ اس نظم کو زبانی یاد کیجئے۔

غور و فکر

عید کے شوق پر شاعر کو پیارے نبیؐ کی یاد آتی ہے۔ ان کا دل مدینے کا دیدار چاہتا ہے۔ پیارے نبیؐ نے بندوں تک اللہ کا پیغام پہنچایا۔ ہمیں اچھے اچھے عمل سکھائے۔ عید کی خوشی میں آپؐ کی یاد سے دل کو منور کرنا چاہئے۔

چھوٹی بچت

صبح سویرے نیند سے بیدار ہونے کے بعد اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ گھر میں خرچ کے لئے کوئی پیسہ نہیں ہے۔تو فکرو پریشانی کی وجہ سے میرا جو حال ہوگا اور مجھ پر جو گزرے گی اس کا صحیح اندازہ صرف میں ہی لگا سکتا ہوں۔

پیسہ انسان کی زندگی میں ایک اہم چیز ہے۔ پیسہ کے بغیر انسان کی کوئی ضرورت پوری نہیں ہو سکتی اور نہ ہی پیسہ کے بغیر کوئی چیز خریدی جا سکتی ہے۔ پرانے زمانے میں پیسہ کرنسی نوٹ یا سکوں کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔لوگ ایک چیز کا تبادلہ دوسری چیز سے کرتے تھے۔مثلاً کسی کے پاس ہرن کا چمڑا ہو اور اسے کاغذ کی ضرورت ہوتی تو وہ کاغذ کے بدلے ہرن کا چمڑا دے دیتا۔ایسے رواج کو "اشیاء کا تبادلہ" کہتے ہیں۔اس رواج میں بہت سی پیچیدگیاں تھیں۔اس لئے جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اور تجارت نے ترقی کی تو "تبادلہ اشیاء "کے لئے ایک ایسے ذریعے کی ضرورت محسوس ہوئی جو ایک "عام ذریعہ" ہو۔"ضرورت ایجاد کی ماں ہے"اس طرح لوگوں نے سکوں کا رواج شروع کیا۔

پہلے پہل بھاری اور وزنی سکّے وجود میں آئے۔لیکن لیکن رفتہ رفتہ ان کا ایک معیار مقرر ہوتا گیا۔آج کل دھات کے سکّوں، کرنسی نوٹوں اور کاغذی پیسوں کا رواج عام ہے۔

پیسہ قدر و قیمت کا ایک عام پیمانہ ہے۔ ہر چیز کی قیمت پیسہ سے آسانی کے ساتھ ادا کی جا سکتی ہے۔اگر کوئی عام پیمانہ نہ ہوتا تو ہمیں روزمرہ کی زندگی میں بے شمار مشکلوں کا سامنا کرنا پڑتا۔مثال کے طور پر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایک چاقو کی قیمت کے برابر کتنے سیب ہوں گے یا ایک قمیص کی قیمت کے برابر کتنے ریم کاغذ ہوگا۔اسی لئے ہماری ضرورت کی چیزوں کی قیمتوں کا تعین کرنے کے لئے پیسہ استعمال کیا گیا ہے۔

پیسہ کبھی ایک جگہ نہیں ٹھہرتا۔ ہر وقت استعمال میں رہتا ہے۔آج ایک کے پاس تو کل دوسرے کے۔ دیکھا جائے تو پیسہ کا یہ سفر ہماری زندگی میں اچھا اثر چھوڑتا ہے کیونکہ اگر پیسہ ہر ایک کے پاس ٹھیرنے لگے تو پھر کسی کو دوبارہ کمانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

غرض پیسہ ہماری زندگی میں اہم ہی نہیں بلکہ ہماری زندگی کا ایک جُز ہے اور جب ہمیں پیسہ کی اہمیت کا اندازہ ہو جائے تو ہم پر لازم ہے کہ ہم پیسہ پیدا کرنے کی خوب کوشش کریں اور اس کے خرچ میں کافی احتیاط برتیں۔ کیونکہ اگر آمدنی سے زیادہ خرچ کیا جائے یا بے جا ضرورتوں پر پیسے کو استعمال کیا جائے تو لازمی طور پر مالی مشکلات درپیش ہوں گی اور پھر ان مشکلات کو حل کرنے کے لئے دوستوں یا جان پہچان والوں سے قرض لینا ہوگا۔قرض بری بلا ہے۔ اگر ایک بار لت پڑ جاتی ہے تو پھر اس عادت سے چھٹکارا پانا مشکل ہو جاتا ہے۔قرض لینے والا آہستہ آہستہ اپنے دوستوں کی دوستی سے محروم ہو جاتا ہے اور اپنا وقار کھو بیٹھتا ہے۔ بے جا چیزوں پر خرچ کرنے اور فضول خرچ کا اثر خرچ کرنے والوں پر ہی نہیں بلکہ سماج اور سوسائٹی پر بھی پڑتا ہے۔عقلمند وہی ہے جو پیسوں کا صحیح مصرف سمجھے۔ ہر شخص کو تین قسم کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے پیسہ کی ضرورت پڑتی ہے۔

(۱) فوری ضرورتیں (۲) دوری ضرورتیں (۳) اتفاقی ضرورتیں

فوری ضررتوں میں گھریلو انتظام کیلئے چیزوں کا خریدنا شامل ہے۔ دوری ضرورتوں میں نئے سال کے لئے نئی کتابیں خریدنا، چھٹی کے دن گذارنا، گھر کا ساز و سامان خریدنا وغیرہ شامل ہیں۔شادی اور مکان کی تعمیر کے اخراجات بھی اس میں شامل ہیں۔کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ تم نے اپنی چھتری کھودی۔ اب تمھیں ایک نئی چھتری خریدنے کی جلدی ہوتی ہے۔ یہ خرچ تم پر اتفاقاً آ پڑا۔ایسے خرچ کو اتفاقی خرچ کہا جاتا ہے۔کبھی کبھی اتفاقی خرچ فوری بھی ہو جاتے ہیں۔مثلاً گھر میں اتفاق سے کوئی اچانک بیمار ہو جائے تو فوری طور پر دوا دارو کے لئے خرچ نکالنا پڑتا ہے۔

غرض ان تمام ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ہمیں پیسہ کی ضرورت ہوتی ہے۔اس لئے ہمیں چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو پیسہ کی بچت کریں اور اسراف نہ کریں۔

پیسہ بچانا ایک اخلاقی خوبی ہے اس سے ہماری دماغی تربیت ہوتی ہے۔ کیونکہ جب ہم پیسہ بچانے کی فکر کرتے ہیں تو ہمیں اپنے نفس کی بے جا خواہشوں پر قابو حاصل کرنا پڑتا ہے اور نفس پر قابو پا جانے والا ایک کامیاب انسان ہوتا ہے۔ پیسہ کی بچت سے ہماری زندگی چین و اطمینان کی زندگی بن جاتی ہے۔

I ۔ معنی اور اشارے

بیدار ہونا ۔ نیند سے جاگنا

تبادلہ ۔ بدل کرنا ، باہم ایک دوسری کی بدلی

پیچیدگیاں ۔ مشکلات ، مسائل

رواج ـ مقبول بازار ، عام دستور

ایجاد ـ نئی چیز پیدا کرنا

پیانہ ـ پیائش کا آلہ ، ناپ

لازم ـ ضروری

احتیاط ـ بچنا

لت ـ عادت

مصرف ـ استعمال

اسراف ـ بے فائدہ خرچ کرنا ، فضول خرچ

اتفاق ـ اچانک

II ـ ایک یا دو جملے میں جواب دیجئے :

1) پیسہ کی کیا اہمیت ہے ؟

2) اشیاء کا تبادلہ کسے کہتے ہیں ؟

3) پیسہ کن صورتوں میں وجود میں آیا ؟

4) پیسوں کو کس طرح استعمال کرنا چاہئے ؟

5) اگر آمدنی سے زیادہ خرچ کیا جائے تو کیا ہوگا ؟

III ـ خالی جگہ پُر کیجئے

1ـ پیسہ انسان کی زندگی کا ـــــ ہے۔

2ـ لوگ ایک چیز کا ـــــ دوسری چیز سے کرتے تھے۔

3ـ پہلے پہل ـــــ اور ـــــ سکّے وجود میں آئے۔

4ـ پیسہ قدر و قیمت کا عام ـــــ ہے۔

5ـ قرض بری ـــــ ہے۔

IV ـ جوڑ لگایئے

گھر میں خرچ کرنے کے لئے	-	ایک اہم چیز ہے
پیسہ انسان کی زندگی میں	-	دوسری چیز سے کرتے ہیں
ضرورت......	-	عام پیانہ ہے
پیسہ قدر و قیمت کا	-	ایک کامیاب انساں ہے

لوگ ایک چیز کا تبادلہ	-	کوئی پیسہ نہیں
نفس پر قابو پا جانے والا	-	ایجاد کی ماں ہے

V- الفاظ کی ضد لکھیے :

فکر	صحیح
آسان	احتیاط
دوستی	فضول خرچی
عقل مند	کامیاب

VI- ان الفاظ کے جملے بنائیے

خرچ ، بیدار ، تبادلہ ، رواج ، لازم ، لت

VII مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات پانچ یا چھ جملوں میں لکھیے

1. "تبادلہ" کسے کہتے ہیں ؟ کیا موجودہ دور میں زندگی کو "اشیاء کے تبادلہ" پر گذارنا ممکن ہے
2. فضول خرچی کے کیا نقصانات ہیں ؟
3. قرض لینے کے نقصانات کیا ہیں ؟
4. پیسہ خرچ کرنے کی کتنی ضرورتیں ہیں تفصیل سے لکھیے
5. پیسہ کس طرح بچایا جاسکتا ہے ؟
6. پیسے کی اہمیت کیا ہے ؟

VIII- کہاوت

اس سبق میں ایک جملہ آپ نے پڑھا ہوگا "ضرورت ایجاد کی ماں ہے" یہ ایک مشہور کہاوت ہے۔ اردو زبان میں اس طرح کی کئی کہاوتیں ملتی ہیں۔ اپنے استاد کی مدد سے انہیں جاننے کی کوشش کیجئے۔

IX- سوچیے اور بتائیے

1. آپ کے چچا نے آپ کی سالگراہ پر دو سو روپے تحفے میں دئے ان روپیوں کا کیا کروگے۔ اگر آپ ان روپیوں سے کچھ بچانا چاہتے ہیں تو اس سلسلے میں آپ کا کیا ارادہ ہے ؟
2. اپنے دوست کو پیسے کی بچت کے بارے میں کس طرح سمجھاؤ گے ؟
3. فضول خرچی اور دکھاوے کے لئے خرچ کرنے سے انسان کی عزت بڑھتی ہے یا اس کی مصیبت یا پریشانی بڑھتی ہے سوچیے اور بتائیے۔

گلاب

حافظ باقوی

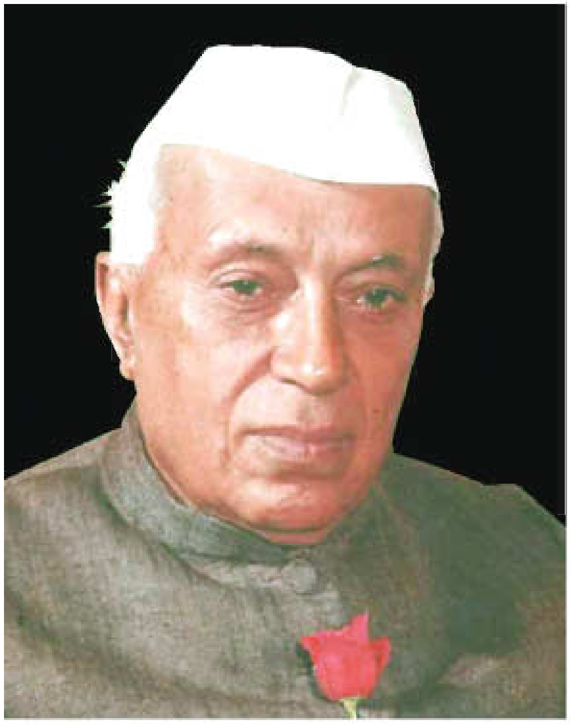

پیارے بچو! حسیں گلاب ہُوں میں
سارے پھولوں سے لاجواب ہُوں میں
باغ کے پھول سب ستارے ہیں
درمیاں اُن کے مہتاب ہُوں میں
خواب ہُوں جب تک ایک غنچہ ہوں
جُوں ہی کِھلتا ہوں آفتاب ہُوں میں
میں نے پائی عجیب رعنائی
نکہت و نُور کی کتاب ہُوں میں
چاہتے تھے مجھے چچا نہرو
اُن کے جامے کی آب وتاب ہُوں میں
ختم ہو کر بھی عطر بنتا ہُوں
اپنے مقصد میں کامیاب ہُوں میں

I- معنی اور اشارے

حسین	=	خوبصورت
لاجواب	=	جس کا کوئی جواب نہیں
ماہتاب	=	چاند
غُنچہ	=	پھول کی کلی ، شگوفہ
آفتاب	=	سورج
عجیب	=	انوکھا ، قابل تعریف ، نرالا ، حیرت انگیز
رعنائی	=	خوشنمائی ، حسن
نکہت	=	خوشبو ، مہک
آب وتاب	=	چمک دمک ، روشنی ، رونق ، حسن وخوبی
مقصد	=	ارادہ

مشق

II- ذیل کے سوالوں کا جواب ایک یا دو جملوں میں لکھئے :

(1) اس نظم کے شاعر کا نام لکھئے۔

(2) " گلاب" کیوں لاجواب ہے ؟

(3) باغ کے تمام پھول کیا ہیں اور ان میں گلاب کیا مقام رکھتا ہے ؟

(4) گلاب کھلنے کے بعد کیسا نظر آتا ہے ؟

(5) "رعنائی" اور " نکہت" کے معنی بتایئے

(6) چچا نہرو کو کونسا پھول پسند تھا ؟ اور کیوں ؟

(7) گلاب کس طرح اپنے مقصد میں کامیاب ہے ؟

III- جوڑ لگایئے :

الف		ب
حسین	-	لاجواب
پھولوں میں	-	گلاب
باغ کے پھول	-	ماہتاب
درمیان	-	سب ستارے ہیں
آفتاب	-	چاند
ماہتاب	-	سورج
رعنائی	-	خوشبو
نِکہت	-	خوشنمائی
چچا نہرو	-	عطر بنتا ہوں
ختم ہو کر بھی	-	پسندیدہ پھول گلاب

IV- مصرع لگا کر بند مکمل کیجئے

________________	سارے پھولوں میں لاجواب ہُوں میں
باغ کے پھول سب ستارے ہیں	________________
چا ہتے تھے مجھے چچا نہر و	________________
ختم ہو کر بھی عطر بنتا ہُو ں	________________

V- ان پر صحیح (√) یا غلط (×) نشان لگایئے :

1. حسین گلاب ہوں میں ( )
2. باغ کے پھول سب چاند ہیں ( )
3. درمیان ان کے آفتاب ہوں میں ( )
4. نکہت و نور کا ورق ہوں میں ( )
5. ختم ہو کر بھی عطر بنتا ہوں ( )
6. اپنے مقصد میں کامیاب ہوں میں ( )

VI۔ غور کیجیے اور سمجھیے

(1) اس نظم میں شاعر نے گلاب کے پھول کو اپنا سب سے پسندیدہ پھول کہا ہے۔گلاب کہتا ہے کہ میں باغ کے پھولوں کے درمیان چاند کے مانند ہوں اور وہ سب ستارے ہیں۔گلاب کھلنے کے بعد سورج کے مانند ہو جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے گلاب کو عجیب خوشنمائی اور مہک عطا کی ہے۔چچا نہرو کا پسندیدہ پھول گلاب ہی رہا۔آخر میں شاعر گلاب کی زبانی کہتا ہے کہ جب تک زندہ رہتا ہوں اپنی مہک سے اور خوشبو سے اطراف کے ماحول کو خوشبودار بناتا ہوں اور مرنے کے بعد بھی عطر بن کر اپنے مقصد میں کامیاب رہتا ہوں اور اپنی خوشبو پھیلاتے رہتا ہوں۔

(2) سارے پھولوں سے لاجواب ہُوں میں

اس مصرع اور اس کے بعد کے دو مصرعوں میں شاعر نے گلاب کو تمام پھولوں پر فوقیت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ گلاب ایک ایسا لاجواب پھول ہے جس کے حسن پر اور مہک پر ہر ایک فِدا ہو جاتا ہے اور شاعر نے گلاب کو چاند سے تشبیہ دیتے ہوئے کہا کہ باغ کے دوسرے پھول ستارے جیسے ہیں اور گلاب کا مقام ان میں چاند جیسا ہے۔

(3) میں نے پائی عجیب رعنائی
نکہت ونُور کی کتاب ہُوں میں

اوپر کے شعر میں گلاب کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عجیب حسن اور خوشنمائی عطا کی کہ ہر دیکھنے والا میری تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور میرے اندر خوشبو کی صفت پیدا کر دی جسے ہر شخص محسوس کرتا ہے۔گویا میں خوشبو اور نور کی کتاب ہوں۔

(4) چاہتے تھے مجھے چچا نہرو
اُن کے جامے کی آب وتاب ہُوں میں

شاعر گلاب کی زبانی یہ کہتے ہیں کہ میں ایسا پھول ہوں جسے نہرو جی نے بہت پسند کیا اور کبھی اپنے سے مجھے جُدا ہونے نہیں دیا گویا میں ان کے لباس کی آب وتاب ہوں کیوں کہ نہرو جی کی شیروانی میں ہمیشہ ایک گلاب لگا ہوا رہتا تھا۔شاعر گلاب کی زبان سے کہتا ہے کہ میری اور میری ہی وجہ سے ان کی شان اور بڑھ گئی ہے۔

عملی کام

(1) اس نظم کو زبانی یاد کرو۔

(2) اس نظم کو خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھو۔

فضائی کثافت اور شجر کاری

عالیہ خاں

ایک طرف آج کے انسان نے اتنی ترقی کرلی ہے کہ وہ چاند کو فتح کر چکا ہے تو دوسری طرف ستاروں پر کمندیں ڈالنے کی فکر میں ہے۔ ایک طرف زمین کے مسائل الجھے جا رہے ہیں۔ اسلحہ کی دوڑ میں ایشیائی ممالک کے جنگوں میں زہریلی گیس اور زہریلے ہتھیار کا استعمال، ہر لمحہ بڑھتی ہوئی آبادی، غذا کی کمی، پینے کے پانی کی نایابی، موسم کی تبدیلی، اسکوٹروں اور گاڑیوں کا بہت زیادہ استعمال۔ کئی سہولتوں کی وجہ سے جسمانی محنت سے لاپرواہی، اجڑتے دیہات، پھیلتے شجر، شہری آبادی کے قریب نت نئے جنگلوں کا مسلسل کٹتے رہنے کا عمل اور نئی شجر کاری کا اسی تناسب سے فقدان۔ یہ سب اپنا اپنا حصہ فضائی کثافت میں ادا کر رہے ہیں۔ اس کا ہماری صحت پر راست اثر پڑ رہا ۔

آج کے انسان نے بہت سی وباؤں پر قابو پالیا ہے۔ ورنہ پہلے متعدی بیماریاں اور وبائیں جیسے ہیضہ، پلیگ، چیچک، ملیریا اور دق عام تھیں۔ جب ان کا دَور چلتا تو محلے کے محلے صاف ہو جاتے تھے۔ اب خُدا کا شکر ہے کہ ان وباؤں پر قابو پالیا گیا ہے۔

آبادی مسلسل بڑھتی جارہی ہے۔ ہماری بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے پانی کی فراہمی ایک مشکل مسئلہ ہے۔ جنگلوں کے کٹ جانے اور موسموں میں تبدیلی کی وجہ سے بارش کم ہورہی ہے۔ زیرزمین پانی بورویلس کی پاس پاس کھدائی سے خشک ہورہا ہے۔ غذا یعنی اناج، دودھ، ترکاریاں، پھل، گوشت، انڈے اتنی تعداد میں فراہم کریں کہ وہ ہماری مانگ کا مقابلہ کرسکیں، ہندوستان اب صرف زرعی ملک نہیں رہا بلکہ صنعتی ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ نئے نئے کارخانے شہری آبادی کے قریب کھل رہے ہیں۔ ان کارخانوں کی چمنیاں دھواں اگلتی ہیں۔ انسانوں کو سانس لینے کے لئے جو تازہ اور صاف ہوا چاہئے وہ کم یاب ہوتی جارہی ہے۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر ایک کو اس خطرے سے آگاہ کریں۔ سب سے پہلا قدم تو ہمارا یہ ہونا چاہئے کہ لوگ شہر محلے اور گھر کو صاف رکھنے کی طرف مائل ہوں۔ بستیوں کے قریب کارخانوں کو قائم نہ ہونے دیں۔ یا اگر قائم ہوں تو ان کے اخراج شدہ ناکارہ سیال مادّے کو پانی میں ملنے نہ دیا جائے۔ گاڑیوں سے جو دھواں نکلتا ہے اس پر روک لگائی جائے۔ اسپتالوں میں صفائی کا خاص انتظام ہو۔ دوسرا سب سے اہم کام شجرکاری ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے کئی کئی منزلہ عمارتیں بنتی جارہی ہیں۔ ان عمارتوں کے قریب پارک لگائے جائیں۔ جنگل سے جو پیڑ کاٹے اور اگائے جاتے ہیں ان کی تعداد میں توازن برقرار رہے۔

جنگلات بارش کو زیادہ مائل کرتے ہیں۔ شجرکاری کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ صحرا کو بڑھنے سے روکتی ہے۔ اس لئے فضائی کثافت کو دور کرنے کے لئے شہری آبادی میں شجرکاری ہر فرد کو کرنی چاہئے۔ ہم کائنات سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ کائنات کو درست رکھنا بھی ہمارا فرض ہے۔ مخدوم نے ٹھیک ہی کہا تھا۔

حیات لے کے چلو کائنات لے کے چلو　　　چلو تو سارے زمانے کو ساتھ لے کے چلو

ہمیں دیہاتی، شہری، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر ایک دوسرے سے تعاون اور مشورہ کرکے اس کام کو آگے بڑھانا ہے۔

I۔ معنی اور اشارے

کمند	۔	پھندا ۔ حلقہ + کمندوں
مسائل	۔	(مسئلہ کی جمع) معاملے
الجھنا	۔	مبتلا ہونا
نایابی	۔	کمی، کم یابی
قیام	۔	قائم کرنا
شجرکاری	۔	درخت لگانا

تناسب	۔	توازن
فقدان	۔	نہ ہونا، کسی چیز کا بالکل میسر نہ آنا
فضائی	۔	فضا کی
کثافت	۔	غلاظت
راست	۔	سیدھا
وبا	۔	وہ بیماری جو جراثیم کے ذریعے پھیلتی ہے
متعدی بیماری	۔	ایک سے دوسرے کو لگنے والی بیماری
فراہمی	۔	دستیابی، فراہم ہونا
زراعی	۔	جو چیز زراعت سے تعلق رکھتی ہو
صنعتی	۔	جو چیز صنعت وحرفت سے تعلق رکھتی ہو
راہ	۔	راستہ
گام زن	۔	چلنا، آگے بڑھنا
کم یاب	۔	کم ملنے والا
آگاہ کرنا	۔	واقف کرنا، خبردار کرنا
مائل ہونا	۔	متوجہ ہونا
اخراج شدہ مادہ	۔	باہر نکلنے والا مادہ
ناکارہ	۔	بیکار
حیات	۔	زندگی
بین الاقوامی	۔	مختلف اقوام کے درمیان
تعاون	۔	ایک دوسرے کی مدد کرنا

مشق

II۔ ان سوالوں کے جواب صرف ایک جملے میں لکھئے۔

1. انسان نے کہاں تک ترقی کر لی ہے ؟
2. جنگوں سے کیا نقصان پہنچ رہا ہے ؟

3. آبادی کے بڑھنے سے کن چیزوں کی قلت پیدا ہو رہی ہے ؟
4. دیہاتوں کا کیا حال ہو رہا ہے ؟
5. نئی نئی صنعتیں کہاں قائم ہو رہی ہیں ؟
6. کون کون سی متعدی بیماریاں عام تھیں ؟
7. پینے کے پانی کا مسئلہ کس چیز سے پیدا ہو رہا ہے ؟
8. بارش کی کمی سے کیا مشکل پیش آ رہی ہے ؟
9. صنعتی ترقی کی وجہ سے ہندوستان اب کیسا ملک نہیں رہا ؟
10. نئے کارخانے کہاں کھل رہے ہیں ؟
11. انسان کے لئے کون سی چیز کم یاب ہوتی جا رہی ہے ؟
12. کس خطرے سے لوگوں کو آگاہ کرنا ضروری ہو گیا ہے ؟
13. ہوا کو صاف رکھنے کے لئے ہمارا پہلا قدم کون سا ہونا چاہئے ؟
14. کارخانوں پر کس قسم کی روک لگانی ضروری ہے ؟
15. پانی میں کس چیز کو نہ ملنے دیا جائے ؟
16. گاڑیوں سے نکلنے والی کس چیز پر روک لگائی جائے ؟
17. کہاں صفائی کا خاص انتظام ہونا چاہئے ؟
18. دوسرا اہم کام کون سا ہے ؟
19. پارک کہاں لگائے جائیں ؟
20. جنگلات سے کیا فائدہ ہوتا ہے ؟
21. شجرکاری سے کیا فائدہ ہوتا ہے ؟
22. شہروں میں فضا کو صاف رکھنے کے لئے ہر فرد کو کیا کرنا چاہئے ؟
23. کائنات سے فائدہ اٹھانے کے لئے کیا کرنا چاہئے ؟
24. ہمیں ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہوئے کس طرح کام آگے بڑھنا چاہئے ؟

III- ان سوالوں کا جواب پانچ یا چھ جملوں میں لکھئے :

1. کن چیزوں کی وجہ سے فضائی کثافت پھیل رہی ہے ؟
2. فضائی کثافت کو کس طرح دور کیا جا سکتا ہے ؟

IV- بحوالہ متن ان جملوں کی تشریح کیجئے :

1. یہ سب اپنا اپنا حصہ فضائی کثافت میں ادا کر رہے ہیں۔اس کا ہماری صحت پر راست اثر پڑ رہا ہے۔
2. ہم کائنات سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔کائنات کو درست رکھنا بھی ہمارا فرض ہے۔

V- خالی جگہوں کو مناسب لفظ سے پُر کیجئے :

1. ہماری بڑھتی ہوئی ______ کے لئے پانی کی فراہمی ایک مشکل مسئلہ ہے۔
2. موسموں میں ایسی تبدیلی آئی ہے کہ ______ کم ہو رہی ہے۔زیر زمین پانی بورویلس کی پاس پاس ______ سے خشک ہو رہا ہے۔

VI- جواب ایک الفاظ میں دیا جائے :

1. آج انسان نے کن پر قابو پالیا۔ (______)
2. ہر ایک کو اس سے آگاہ کرنا ضرری ہے۔ (______)
3. عمارتوں سے قریب کیا لگایا جائے۔ (______)
4. بارش کو کون زیادہ مائل کرتے ہیں ۔ (______)
5. شہری آبادی میں ہر شخص کو کیا کرنا چاہئے۔ (______)

VII- ان لفظوں کی ضد لکھئے :

ترقی ۔ مشکل ۔ صاف ۔ شہری ۔ آگے ۔ انسان

VIII- ان الفاظ کی جمع بنائیے :

مسئلہ ۔ ملک ۔ وبا ۔ خطرہ

IX- سبق میں لفظ زیر زمین آیا ہے۔جس کا مطلب ہے زمین کے نیچے۔اس طرح لفظ لگا کر کوئی تین الفاظ لکھئے۔

X- " شجر کاری کے فائدے " کے عنوان کے تحت مضمون لکھئے :

XI عملی کام

ہماری حکومت ہر سال شجر کاری کا دن مناتی ہے۔آپ کے مدرسہ میں بھی اس دن پیڑ لگائے جاتے ہیں۔اس سال کوشش کیجئے کہ زیادہ تعداد میں پیڑ لگائے جائیں۔

اپنے گھر اور محلے کی صفائی کا جائزہ لے کر ایک رپورٹ تیار کیجئے کہ کس نے صفائی پر دھیان دیا ہے۔اور کہاں گندگی زیادہ ہے۔آس پاس کے لوگوں کو صفائی کی اہمیت بتائی جائے۔

طفلِ مکتب

نورآفاق

مکتب کو جا رہا ہوں
تعلیم پا رہا ہوں
مشکل سبق کو لے کر
آسان بنا رہا ہوں
جو پڑھ چکا ہوں اس کو
دل میں بٹھا رہا ہوں
جو نیک ہیں انھیں میں
ساتھی بنا رہا ہوں
اپنے پرائے سب سے
چاہت بڑھا رہا ہوں
مشکل میں دوسروں کی
میں کام آ رہا ہوں
نیک عادتوں سے اپنی
میں داد پا رہا ہوں

I- معنی اوراشارے

طِفل - بچہ

مکتب - اصل معنی کتابیں رکھنے کی جگہ، لائبریری
یہاں مراد مدرسہ ، ابتدائیہ

تعلیم پانا	۔	تعلیم حاصل کرنا
دل میں بٹھانا	۔	یاد کرنا، حفظ کرنا
ساتھی بنانا	۔	دوست بنانا
پَرائے	۔	غیر، دوسرے
چاہت	۔	محبت، پیار
نیک عادتیں	۔	اچھی عادتیں
داد پانا	۔	تعریف پانا

مشق

II - ذیل کے سوالوں کا جواب ایک یا دو جملے میں لکھئے۔

(1) اس نظم کے شاعر کا نام لکھئے۔

(2) بچہ کس وجہ سے مکتب جانا چاہتا ہے ؟

(3) مشکل سبق کے بارے میں بچہ کیا کہہ رہا ہے ؟

(4) بچہ کیسے لوگوں کو اپنا ساتھی بنانا چاہتا ہے ؟

(5) بچہ کس طرح دوسروں کے کام آتا ہے ؟

(6) بچہ کو کس چیز پر داد مِل رہی ہے ؟

III جوڑ لگایئے۔

طِفل	-	سبق
تعلیم	-	مکتب
مشکل	-	پا رہا ہوں
آسان	-	بد

نیک	-	مشکل
پرائے	-	محبت
نفرت	-	اپنے
نیک عادتوں میں	-	پا رہا ہوں
میں داد	-	اپنی

IV- مصرعے لگا کر بند مکمل کیجئے

____

آساں بنا رہا ہوں
جو نیک ہیں انھیں میں

____

مشکل میں دوسروں کی

____

____

میں داد پا رہا ہوں

V- ان پر صحیح (√) یا غلط (×) نشان لگائیے :

1.	اسکول کو جا رہا ہوں	( )
2.	آسان سبق کو لے کر	( )
3.	جو نیک ہیں انھیں میں	( )
4.	نفرت بڑھا رہا ہوں	( )
5.	نیک عادتوں میں اپنی	( )

VI- غور کیجئے اور سمجھئے

1. اس نظم میں شاعر نے بچے کے بارے میں بتایا ہے کہ مکتب میں تعلیم حاصل کر رہا ہے اور مشکل اسباق کو آسان بنا کر اپنے دل میں بٹھا رہا ہے۔ اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کر رہا ہے۔ بچہ کہتا ہے کہ جب دوسرے مشکل میں رہتے ہیں تو ان کے کام آ کر داد پا رہا ہوں۔ تم بھی اپنی خواہش کا ذکر کرتے ہو بتاؤ کہ کس طرح کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہو۔ اور کس طرح دوسروں

کے کام آسکتے ہو۔ اس کے متعلق تھوڑی باتیں اپنی کاپی میں لکھو۔

2. مکتب کو جا رہا ہوں تعلیم پا رہا ہوں
مشکل سبق کو لے کر آساں بنا رہا ہوں

ان اشعار میں شاعر بچہ کی زبانی یہ پیغام دے رہے ہیں کہ بچہ تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے مکتب جا رہا ہے اور مشکل سبق کو آسان بناتے ہوئے، جو کچھ یاد کیا ہے اسے اپنے دل میں بٹھا رہا ہے۔

3. اپنے پرائے سب سے چاہت بڑھا رہا ہوں

اس شعر میں بچہ کے اخلاق بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ تمام لوگوں سے اچھا سلوک کرتا ہے اور تمام کے درمیان چاہے وہ اپنے ہوں یا غیر، چاہت اور محبت بڑھا رہا ہے۔

4. نیک عادتوں سے اپنی میں داد پا رہا ہوں

بچہ کہتا ہے کہ میری نیک عادتوں سے اپنے اور غیر بھی خوش ہوتے ہیں اور مجھ سے محبت کا اظہار کرتے ہیں اور میری ان نیک عادتوں سے خوش ہو کر سب میری تعریف کرتے ہیں اور داد دیتے ہیں۔

عملی کام

اس نظم کو زبانی یاد کیجئے۔

جراثیم

ماخوذ

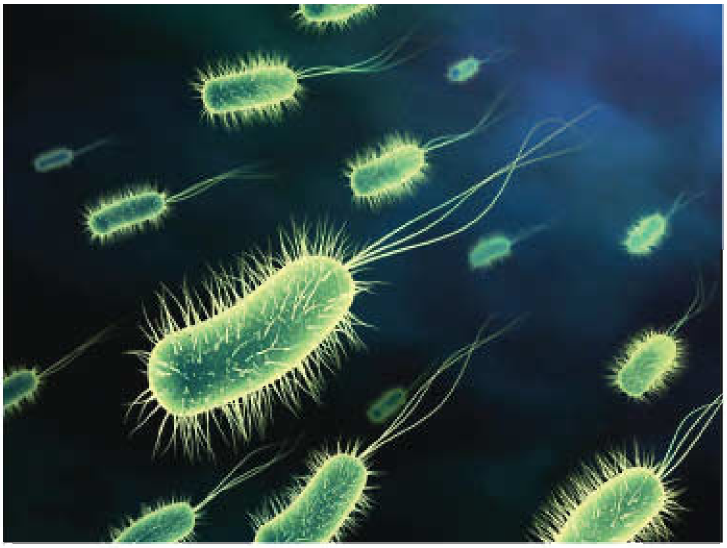

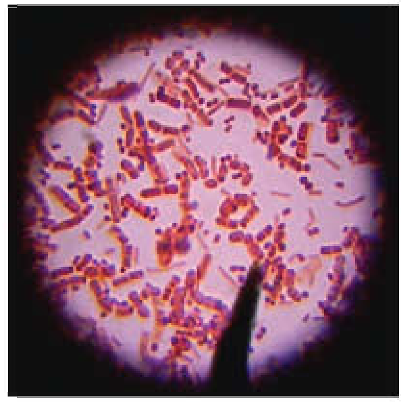

آج شام کھانا کھانے کے بعد جب میں بچّوں کے کمرے میں پہنچا تو وہ میرا ہی انتظار کر رہے تھے، بچّوں کا یہ معمول ہوگیا تھا کہ ہر روز وہ کھانے کے بعد میرا انتظار ضرور کرتے۔ وہ کسی نئے موضوع پر کچھ جان لینے کے بعد ہی سوتے کمرے میں داخل ہوتے ہی کوثر نے سوال کیا

"پاپا آج آپ کس موضوع پر بات کریں گے"۔

میں نے کہا" سوچ کر بتاؤ"

"پاپا آج ہیضہ کے بارے میں بتائیں"۔ عدیل نے جھٹ سے کہا۔

"پاپا آج کل نیوز ریڈر بار بار آنتوں کی سوزش، کالرا اور ہیضے سے مرنے والوں کی تعداد سُناتے رہتے ہیں اور صاف پانی پینے کی ہدایت کرتے ہیں، کیوں" اپنی خاموشی توڑتے ہوئے حنا نے بھی ایک سوال کر دیا۔

"دیکھئے......" میں نے بچوں کی توجّہ اپنی طرف کرتے ہوئے کہا۔ "یہ سارے سوالات ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں، ان سب کی وجہ جراثیم (بیکٹیریا) ہیں، جراثیم دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک مفید جراثیم دوسرا نقصان پہنچانے والے جراثیم، فائدہ پہنچانے والے صحّت کے لئے جتنا ضروری ہیں، نقصان پہنچانے والے جراثیم اتنے ہی خطرناک ہوتے ہیں۔" جیسا کہ آپ کو معلوم ہوگا، انسان کے آس پاس کافی تعداد میں چھوٹے چھوٹے جاندار پھیلے ہوئے ہیں"۔

"جی پاپا" عدیل نے فرماں برداری سے کہا۔

" آپ لوگ غور سے سُنیں " میں نے کہا" یہ جاندار بہت ننھے ہوتے ہیں اتنے ننھے کہ انسانی آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتے۔انہیں دیکھنے کے لئے خردبین (مائکروسکوپ) کا سہارالینا پڑتا ہے۔یہ ننھے جاندار کافی نازک ہوتے ہیں۔موسم کا اثر ان پر تیزی سے ہوتا ہے۔اگرموسم گرم ہواور نمی بھی ہو تو ایسے موسم میں ان کی بڑھت بہت تیز ہو جاتی ہے۔آپ کو یقین نہیں آئے گا کہ ایسے موسم میں ان کی تعداد عموماً ہر منٹ میں لاکھوں ہو جاتی ہے۔ایک سے دو، دو سے چار، چار سے آٹھ اور آٹھ سے سولہ کی ترتیب سے بڑھتے ہیں۔انہیں میں ایسے جراثیم بھی ہوتے ہیں جو ہمارے اندر طرح طرح کی بیماریاں پیدا کرتے ہیں۔"

" جبھی آج کل مکھّی مچھّر بھی زیادہ پیدا ہوتے ہیں"۔مسکراتے ہوئے کوثر نے کہا۔

" تم نے بالکل صحیح سمجھا" میں نے کہا" دراصل برسات میں جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر لگ جاتے ہیں، گڈّھوں میں گندہ پانی جمع ہو جاتا ہے، اور نقصان پہنچانے والے جراثیم گندے پانی میں بہت تیزی سے پھیلتے ہیں۔اسی لئے ماحول میں مچھّر خوب پیدا ہوتے ہیں۔جانتے ہو ! بیماریوں والے جراثیم کو پھیلانے میں اِن مکھّی مچھّروں کا بھی دخل ہوتا ہے۔بیٹے......اسی لئے ہمیں اس موسم میں خوب محتاط رہنا چاہئے"۔

" پاپا اسکول کے گیٹ پر ایک دن میری سہیلی نے ایک دوکان سے مٹھائی خریدی جس کے کھانے سے میری طبعیت کچھ بوجھل ہوگئی تھی "حِنا نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"اب میری سمجھ میں آیا کہ اس میں گندے جراثیم کا اثر ضرور ہوا ہوگا۔"

" تمہارا اندازہ صحیح ہے حِنا۔ایسا ہو سکتا ہے، برسات کے موسم میں جراثیم چیزوں کو بہت جلدی خراب کر دیتے ہیں"

’’پاپا پانی میں جراثیم کہاں سے آتے ہیں" کوثر نے پوچھا، "دراصل بیٹے سپلائی کا پانی تو صاف کر کے ہی چھوڑا جاتا ہے لیکن اگر ہینڈ پمپ کی پائپ زمین میں بہت گہری نہیں ہے اور اس کی گہرائی کم ہے تو گندے نالوں ،موریوں اور گڈھوں سے جو پانی رس کر زمین میں اکٹھا ہوتا ہے وہی پانی ہینڈ پمپ کے ذریعہ دوبارہ باہر آجاتا ہے، جس سے بیماریاں پھیلتی ہیں، اس لئے ہینڈ پمپ کی پائپ زمین میں کافی نیچے تک لگوانی چاہئے۔ہاں اگر اس طرح کا پانی اگر اُبال کر استعمال کیا جائے تو نقصان پہنچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا۔

میں نے اپنی بات ختم کر دی۔بچّے سونے کی تیاری کرنے لگے اور میں اپنے کمرے میں چلا گیا۔

I۔ پڑھیے اور یاد کیجیے :

معمول	:	عادت، قاعدہ، دستور
موضوع	:	کوئی بات، کوئی علم
ہیضہ	:	بیماری، جس میں قے دست ہونے لگتے ہیں
نیوز ریڈر	:	خبریں پڑھنے والا
خردبین	:	ایک آلہ ہوتا ہے جس سے آنکھوں سے نہ کھائی دینے والے جانداروں کو دیکھا جاتا ہے
گدلا	:	میلا
بدبودار	:	بدبو والا
بوجھل	:	بھاری
خوف زدہ	:	خوف کھایا ہوا
جاندار	:	جس میں جان ہو
محتاط	:	احتیاط رکھنے والا، ہوشیار
نازک	:	ہلکا پھلکا، باریک

II۔ نیچے دیے گئے سوالات کے جواب دیجیے :

1۔ رات کو بچّوں نے اپنے والد سے کس چیز کے متعلق پوچھا ؟

2۔ جراثیم کی وجہ سے کون کونسی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ؟

3۔ جراثیم کتنے طرح کے ہوتے ہیں ؟

4۔ جراثیم کو کس چیز سے دیکھا جاتا ہے ؟ آنکھوں سے کیوں نہیں دکھائی دیتے ؟

5۔ جراثیم کی بڑھوار کس ترتیب سے ہوتی ہے ؟

6۔ پانی میں جراثیم کس طرح پھیلتے ہیں ؟

III۔ نیچے دیے گئے جملوں کو مکمل کیجیے :

1۔ وہ کسی نئے ______ پر کچھ جان لینے کے بعد ہی سوتے۔

2۔ پاپا آج ______ کے بارے میں بتائیں۔

3۔ ان سب کی وجہ ______ ہیں۔

4۔ یہ ننھے جاندار کافی ______ ہوتے ہیں۔

5۔ ایسے ______ میں ان کی تعداد ______ لاکھوں ہو جاتی ہے۔

6۔ اسی لئے ______ میں ______ خوب پیدا ہوتے ہیں۔

ایسے الفاظ جو دو الگ الگ لفظوں سے مل کر بنے ہوں مرکّب کہلاتے ہیں۔ جیسے "انسان دوست" اس میں دو لفظ ہیں انسان اور دوست معنی انسان سے دوستی رکھنے والا، مرکّب کی جمع مرکبّات ہے۔ وطن پرست دوربین اور ہوائی جہاز بھی مرکبّات ہیں۔ آپ اپنے سبق میں مرکّبات تلاش کر کے لکھیئے۔

رباعیات

انیسؔ

آدم کو عجب خدا نے رتبہ بخشا
ادنیٰ کے لئے مقام اعلیٰ بخشا
عقل و ہنر و تمیز و جاں و ایماں
اس اک کفِ خاک کو کیا کیا بخشا

اکبرؔ الہ آبادی

خاطر مضبوط دل توانا رکھو
امید اچھی خیال اچھا رکھو
ہوجائیں گی مشکلیں تمہاری آسان
اکبرؔ اللہ پر بھروسہ رکھو

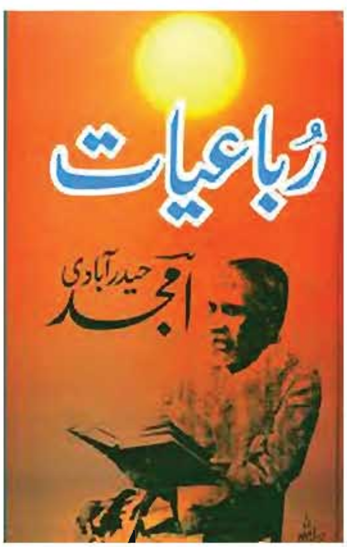

امجدؔ حیدرآبادی

ہر چیز مسبّب سے سبب سے مانگو
منت سے خوشامد سے ادب سے مانگو
کیوں غیر کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہو
بندے ہو اگر رب کے تو رب سے مانگو

اصغؔر ویلوری

کچھ بھی نہ رکھو ، عقل مگر پاس رکھو
تم اپنے بھی ماحول کا احساس رکھو
مرنا تو ہے ہر ایک کو برحق ایک دن
جب تک جیو جینے کی مگر آس رکھو

I۔ معنی واشارے

عجب	:	عجیب
رتبہ	:	مرتبہ
کفِ خاک	:	(مراد)انسان
توانا	:	مضبوط
مسبب	:	اسباب پیدا کرنے والا، اللہ
منت	:	عاجزی
خوشامد	:	جھوٹی تعریف
برحق	:	بے شک
آس	:	خواہش
پاس	:	نزدیک

مشق

II۔ ذیل کے سوالات کے جوابات لکھئے۔

1۔ انیسؔ کی رباعی کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیجئے
2۔ امجدؔ کی رباعی کا مختصر خلاصہ پیش کیجئے ؟
3۔ اکبرؔالہ آبادی کی رباعی سے آپ کو کیا سبق حاصل ہوا ؟
4۔ اصغرؔ ویلوری کی رباعی پر مختصر تبصرہ پیش کیجئے۔
5۔ رباعی کی تعریف بیان کیجئے۔

III۔ مندرجہ ذیل الفاظ کی اضداد لکھئے :

ادنیٰ × ایمان × مضبوط × مشکل × مرنا ×

شرارت کا جواب

(ڈرامہ)

کردار

عذرا

سعید : عذرا کا بھائی

امجد : سعید کا دوست جو پڑوس میں رہتا ہے۔

پردہ اٹھتا ہے

(کمرے کے درمیان ایک گول میز کے اردگرد کرسیوں پر عذرا اور امجد بیٹھے ہیں)

(وقت دوپہر)

عذرا : ہائے کتنا پیارا ہے وہ !

امجد : کون ؟

عذرا : وہی میرا طوطا ! اب کیا بتاؤں کتنا پیارا ہے وہ طوطا۔ اس میں عام طوطوں کی سی ایک بات بھی نہیں۔

امجد : اچھا ! وہ کیسے ؟

عذرا : میرا طوطا صرف ہرے رنگ کا نہیں ہے۔ یوں سمجھو جتنے دھنک کے رنگ ہوتے ہیں نا اتنے ہی اس کے پروں کے رنگ ہیں

امجد : سچ مچ !

عذرا : بالکل سچ مچ ، میں جھوٹ کیوں بولوں گی بھلا ؟

امجد : اچھا عذرا، اب دکھاؤ بھی نا !

عذرا : چڑیا گھر بھی کبھی گئے ہو ؟

امجد : کئی مرتبہ۔

عذرا : وہاں تم نے افریقہ کا طوطا دیکھا ہوگا۔ اس سے کچھ ملتا جلتا۔

امجد : مجھے یاد نہیں افریقہ کا طوطا کیسا تھا۔

عذرا : خیر آج دیکھ لوگے اور سنو جو ہمارے محلے میں رہتے ہیں نا اخبار والے وہ کل اس کا فوٹو لے کر گئے تھے۔ کہہ رہے تھے اخبار میں چھاپوں گا۔

امجد : پھر تو بڑا عجیب طوطا ہوگا۔

عذرا : اور اتنا عجیب اور اتنا خوبصورت کہ کیا بتاؤں اور پھر باتیں بھی تو خوب کرتا ہے۔

امجد : جیسے ؟

عذرا : کہتا ہے کہ چاکلیٹ کھاؤ۔ مجھے بھی کھلاؤ۔

امجد : (اٹھتا ہے) ابھی جا کر دیکھتا ہوں۔

عذرا : (جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر) ایسی بھی کیا جلدی ہے، دیکھ لینا۔

امجد : میں تو ابھی دیکھوں گا۔

عذرا : (گھبرا کر) تو......تو......ہاں سنا ہے، تم نے بہت سے چاکلیٹ جمع کر رکھے ہیں۔

امجد : ہاں جمع تو کیے ہیں۔

عذرا : تو لے کیوں نہیں آتے ؟

امجد : تو کیا ٹکٹ ہے طوطا دیکھنے کا ؟ (ہنسنے لگتا ہے)

عذرا : ٹکٹ وکٹ بالکل نہیں۔ اس وقت ذرا چاکلیٹ کھانے کو جی چاہتا ہے۔

امجد : چاکلیٹ طوطا بھی تو کھاتا ہے نا !

عذرا : اسی لئے مانگتی ہوں۔ میں کیا کروں گی لے کر، ہاں کبھی کبھی ایک آدھ کھا لیتی ہوں۔ ویسے شوق نہیں۔

امجد : تو لاؤں جا کے ؟

عذرا : ہاں تم چاکلیٹ لے آؤ، میں طوطا لے کر آتی ہوں۔

(امجد دوڑتا ہوا دروازے سے نکل جاتا ہے)

سعید : باجی ! یہ امجد کہاں بھاگا جا رہا ہے ؟

عذرا : امجد کو بے وقوف بنایا ہے میں نے۔

سعید : وہ کیسے ؟

عذرا : میں نے اس سے کہا کہ ہمارے گھر میں ایک بڑا عجیب اور خوبصورت طوطا آیا ہے۔ چاکلیٹ لے کر آؤ تو دکھاؤں گی تمھیں۔ وہ چاکلیٹ لینے اپنے گھر گیا ہے۔

سعید : طوطا ! کہاں ہے طوطا ؟

عذرا : تم بھی نرے طوطے نکلے۔ بھائی ہم مزے سے چاکلیٹ کھائیں گے۔

سعید : اور طوطا کیسے دکھاؤ گی ؟

عذرا : میں اندر جاؤں گی اور باہر آ کر کہہ دوں گی ۔ ہائے طوطا اڑ گیا ۔ اور جھوٹ موٹ رو پڑوں گی ۔

عذرا : واہ کیا بات سوچی ہے ۔

عذرا : دیکھنا مزہ آئے گا ۔ چپ ہو جاؤ ۔ شاید امجد آ رہا ہے ۔

(امجد کمرے میں داخل ہوتا ہے ہاتھ میں ایک لفافہ ہے چاکلیٹوں سے بھرا ہوا)

امجد : (لفافہ میز پر رکھ کر) کہاں ہے طوطا ؟

عذرا : یہیں ہے ابھی لاتی ہوں ۔ ایک منٹ میں آپا کی ایک سہیلی آ گئی ہے ۔ وہ دیکھ رہی ہے ۔

امجد : اب تک دیکھ لیا ہو گا انہوں نے ۔

عذرا : افوہ ! کہہ تو دیا ابھی جاتی ہوں ۔ پہلے چاکلیٹ تو لینے دو ۔

(عذرا چاکلیٹ کا لفافہ میز پر الٹ دیتی ہے ۔ سعید مٹھی بھر چاکلیٹ اٹھا کر جیب میں ڈال لیتا ہے ۔
جھٹ سے سب مل کر کھانے لگتے ہیں ۔)

سعید : آپا بڑے مزے دار ہیں ۔

امجد : ارے کیا سب چاکلیٹ ہم خود ہی کھا لیں گے ۔ طوطے کے لئے بھی رکھو نا !

امجد : عذرا باجی ، اب جاؤ نا !

عذرا : اچھا بابا ، جاتی ہوں ۔

(عذرا چلی جاتی ہے کچھ دیر بعد روتی ہوئی آتی ہے)

امجد : کیا ہوا باجی !

عذرا : ہائے میرا پیارا طوطا اڑ گیا ۔

امجد : اڑ گیا! کیسے اڑ گیا؟

عذرا : کیا بتاؤں ، آپ کی سہیلی نے پنجرے کا دروازہ کھول دیا ۔ ہائے اب ایسا طوطا کہاں ملے گا !

امجد : باجی صبر کرو ۔ ابھی تو ایک اور مصیبت کا سامنا ہے !

عذرا : (تعجب سے) ایک اور مصیبت ! کیا مطلب ؟

امجد : کیا بتاؤں باجی ۔ جب گھر گیا تو الماری میں میرا چاکلیٹوں والا ڈبہ ہی نہیں ملا ۔

عذرا : تو پھر یہ چاکلیٹ کہاں سے آ گئے ؟

امجد : کیا کرتا! طوطا دیکھنے کے لیے چاکلیٹ تو لانے ہی تھے ۔ گیا اور آپ کی الماری سے اٹھا لایا ۔

عذرا : کیا کہا ! میری الماری سے ؟

امجد : جی باجی ! پھر اور کیا کرتا !

(سعیداورامجد زور سے ہنس پڑتے ہیں)

عذرا : تو یہ میرے چاکلیٹ تھے !(غصے سے) امجد تم نے یہ حرکت کیوں کی !

امجد : جب آپ نے مجھے طوطے والی بات بتائی تو میں سمجھ گیا کہ آپ مجھے بے وقوف بنا رہی ہیں اسی لیے میں نے یہ ترکیب کی۔

عذرا : اچھا تم نے یہ شرارت کی۔

امجد : شرارت نہیں باجی، شرارت کا جواب !

(سعیداورامجد ہنسنے لگتے ہیں)

(پردہ گرتا ہے)

I۔ معنی اور اشارے

کردار ۔ ڈرامے میں حصہ لینے والے

دھنک ۔ قوس قزح (سات رنگوں کی کمان جو بارش کے دنوں میں آسمان پر دکھائی دیتی ہے)

چڑیا گھر ۔ جہاں قسم قسم کے جانور نمائش کے لئے رکھے جاتے ہیں

نرا ۔ بالکل، صرف

بے چارہ ۔ بے بس، غریب

اردگرد ۔ آس پاس

II۔ ان الفاظ کو استعمال کرتے ہوئے جملے بنایئے :

خوبصورت ، عجیب ، شرارت ، دھنک

III ۔ واحد کی جمع بنایئے :

طوطا ، کرسی ، پر ، رنگ ، سہیلی ، لفافہ

IV۔ ان کی ضد بنایئے :

خوبصورت ، بے وقوف ، دوست ، جھوٹ ، صبر

V۔ ایک جملے میں جواب دیجئے :

1۔ عذرا نے طوطے کی کس طرح تعریف کی ؟

2۔ عذرا کا طوطا کس طوطے سے ملتا جلتا تھا ؟

3۔ اخبار والے طوطے کا فوٹو کیوں لے گئے ؟

4۔ عذرا نے امجد سے کیا لانے کو کہا ؟
5۔ عذرا نے چاکلیٹ کس لئے مانگے ؟
6۔ امجد کو کس نے بے وقوف بنایا ؟
7۔ امجد کو کس طرح بے وقوف بنایا گیا ؟
8۔ چاکلیٹ کس کس نے کھائے ؟
9۔ اصل میں بے وقوف کون بنا ؟

VI۔ تفصیل سے جواب دیجئے :

1۔ عذرا نے اپنے طوطے کے متعلق کیا کیا باتیں کہیں ؟
2۔ امجد نے چاکلیٹ کہاں سے لائے ؟
3۔ اس ڈرامے میں کل کتنے کردار ہیں ؟ انکے نام بتایئے ؟
4۔ عذرا کی شرارت کا جواب کس نے اور کس طرح دیا ؟

VII۔ جوڑ ملایئے :

	الف		ب
1۔	گول میز	-	سعید کا پڑوسی
2۔	امجد	-	کرسیاں
3۔	دھنک	-	مزے دار
4۔	چاکلیٹ	-	پنجرہ
5۔	سعید	-	گرتا ہے
6۔	طوطا	-	عذرا کا بھائی
7۔	پردہ	-	سات رنگ

ڈرامہ "ڈرامہ شرارت کا جواب" میں ڈرامہ نگار نے یہ بات بتانے کی کوشش کی ہے کہ جو لوگ دوسروں کو دھوکہ دیتے ہیں وہ خود دھوکہ میں آجاتے ہیں۔ اس ڈرامے کے مکالمے مختصر لیکن خوبصورت ہیں اور روزمرہ کے قریب ہیں۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر یہ ڈرامہ اسٹیج کریں اور اپنے استاد کو دکھائیں۔

قواعد

اسم کی قسمیں

چھٹی جماعت میں آپ نے یہ جانا کہ نام کو قواعد میں "اسم" کہتے ہیں۔ چاہے وہ آدمیوں کے نام ہوں یا جگہوں کے، جانداروں کے نام ہوں یا بے جان چیزوں کے۔ آیئے اب یہ بھی جان لیں کہ ناموں کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں۔ ذرا ان دو لفظوں پر غور کیجئے......

لڑکی، رضوانہ...... یہ دونوں اسم ہیں

اگر یہ کہا جائے کہ "لڑکی گیند کھیل رہی ہے" تو گیند کھیلنے والی کوئی بھی لڑکی ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ "رضوانہ گیند کھیل رہی ہے" تو گیند کھیلنے والی کوئی بھی لڑکی نہیں ہو سکتی بلکہ وہ ایک خاص لڑکی ہے جس کا نام رضوانہ ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ کچھ نام عام معنی دیتے ہیں اور کچھ خاص ہوا کرتے ہیں۔ اس طرح ناموں کی دو قسمیں ہوئیں۔

(1) وہ نام جو عام ہوتے ہیں "اسم عام" کہلاتے ہیں۔ جیسے آدمی، مکان، پہاڑ وغیرہ

(2) وہ نام جو خاص ہوتے ہیں انہیں "اسم خاص کہتے ہیں۔ جیسے شاہ جہاں، تاج محل، ہمالیہ وغیرہ

اس طرح ناموں کی دو قسمیں ہو سکتی ہیں۔ (1) اسم عام (2) اسم خاص

(1) اسم عام : کسی بھی شخص، چیز یا جگہ کے عام نام کو اسم عام کہتے ہیں۔

(2) اسم خاص : کسی خاص شخص، خاص چیز یا خاص جگہ کے نام کو اسم خاص کہتے ہیں۔

نیچے دیئے گئے ناموں سے اسم عام اور اسم خاص پہچانیئے :

لڑکی ، دریا ، عربستان ، فاطمہ ، گھر ، اورنگ زیب ، گاؤں ، میسور ،

مرد ، گنگا ، اردو ، تاج محل ، رسول ، اللہ ، حضرت محمدؐ ، زبان۔

اسم عام کی قسمیں

اسم عام کی پانچ قسمیں ہیں : اسم زماں ۔ اسم مکاں ۔ اسم آلہ ۔ اسم جمع ۔ اسم صوت

اسم زماں : اسم زماں ایسے اسم کو کہتے ہیں جن سے وقت، مدت یا زمانہ کی پہچان ہو سکے۔ جیسے رات، لمحہ، منگل، آج، عرصہ وغیرہ

اسم مکاں : وہ اسم جو کسی مقام یا جگہ کا پتہ دیتا ہو اسم مکاں کہلاتا ہے جیسے بازار، میدان، مدرسہ، جنگل، صحرا وغیرہ۔

اسم آلہ : ہتھیاروں اور اوزاروں کے نام اسم آلہ کہلاتے ہیں جیسے چاقو، تلوار، بندوق، کف گیر، قینچی، چمچہ وغیرہ۔

اسم جمع : وہ اسم جو لفظ کے اعتبار سے واحد ہو مگر ان کے اندر بہت سارے اسم جمع ہوتے ہوں یا معنی کے اعتبار سے جمع ہوں اسم جمع کہلاتے ہیں جیسے انجمن، جماعت، فوج، محفل، بھیڑ، قطار وغیرہ۔

اسم صوت : صوت کا مطلب ہے آواز۔ وہ اسم جو کسی جاندار یا بے جان کی آواز کو ظاہر کرے اسم صوت کہلاتے ہیں جیسے چُھک چُھک، ٹن ٹن، میاؤں میاؤں، غٹرغوں، پوں پوں وغیرہ۔

پہچانئے اور عملی مشق کیجئے :

ذیل کے اسم عام کو اپنے قسموں کے حساب سے الگ الگ کیجئے :

عیدگاہ، تلوار، گڑگڑوں، جمعہ، سال، جماعت، کمرہ، مجلس، ہتھوڑا، وقت، دن، چاقو، لمحہ، صبح

اسم خاص کی قسمیں

لقب۔ کنیت۔ عرف۔ تخلص۔ خطاب

آدمیوں کے جو خاص نام ہوتے ہیں ان کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ اس طرح اسم خاص کی قسمیں بنتی ہیں۔

1 ۔ **لقب :** وہ نام ہے جو آدمی کے کسی وصف یا صفت کی وجہ سے مشہور ہو جائے جیسے

حضرت ابراہیمؑ کو " خلیل اللہ " کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں کیوں کہ وہ اللہ کے دوست مانے گئے تھے۔

حضرت موسیٰؑ کو " کلیم اللہ " بھی کہا جاتا ہے کیوں کہ انھوں نے اللہ سے بات کی تھی۔

حضرت عیسیٰؑ مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے اسی لیے انہیں " مسیح اللہ " کہا جاتا ہے۔

اسی طرح بادشاہ بھی " جہاں گیر، شاہ جہاں " کے ناموں سے پکارے جاتے ہیں۔

2۔ **کنیت :** وہ نام جو ماں باپ یا بچوں کے تعلق سے رکھا جائے کنیت کہلاتا ہے جیسے

ابو ہریرہ...... ہریرہ کا باپ　　　　ام سلمیٰ...... سلمیٰ کی ماں

ابن عمر...... عمر کا بیٹا　　　　بنت عائشہ...... عائشہ کی بیٹی　وغیرہ

3۔ **عرف :** بعض لوگوں کو کبھی محبت سے یا ظاہری پہچان کی مناسبت سے ان کے اصلی نام کے بجائے دوسرے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے انہیں "عرف" کہتے ہیں مثلاً

کسی کا نام صاحب جان ہے تو صابو مشہور ہو جاتا ہے

ننھے میاں کو ننھو اور چھوٹے میاں کو چھوٹو کہہ کر پکارتے ہیں اسی طرح کلو، بابو، منو، پیارو وغیرہ۔

4۔ **تخلص :** شاعر اپنی شاعری میں اپنا ایک الگ اور مختصر سا نام اختیار کر لیتے ہیں اور اسی مختصر سے نام سے وہ جانے پہچانے جاتے ہیں جب کہ ان کا اصلی نام کچھ اور ہوتا ہے۔ اسی مختصر سے نام کو تخلص کہا جاتا ہے۔ جیسے

مرزا اسداللہ کا تخلص "غالبؔ" ہے۔　　　　شیخ محمد ابراہیم کا تخلص "ذوقؔ" ہے۔

مولانا الطاف حسین کا تخلص "حالیؔ" ہے۔　　　　حامداللہ کا تخلص "افسرؔ" ہے۔

5۔ **خطاب :** کچھ لوگ جب بڑا یا اچھا کام کرتے ہیں یا اپنے بھلائی کے کاموں کی وجہ سے عوام میں مقبول اور مشہور ہو جاتے ہیں تو انہیں حکومت، بادشاہ یا عوام کی جانب سے اعزازی نام دیے جاتے ہیں ایسے ناموں کو قواعد میں "خطاب" کہا جاتا ہے۔ جیسے

خان بہادر　　　پدم شری　　　پدم بھوشن

قائدِ ملت　　　قائدِ اعظم　　　مسیح الملک　وغیرہ

مشق

ذیل میں جو اسمائے خاص دیے گئے ہیں انہیں قسموں کے لحاظ سے الگ کیجیے۔

خلیل اللہ ۔ اقبالؔ ۔ قائدِ ملت ۔ ابوذر ۔ کلو ۔ منو ۔ عالم گیر ۔ کملی والے ۔

حالیؔ ۔ پدم شری ۔ پیران پیر۔ شیرِ خدا ۔ رائے بہادر ۔ باپو جی

جنس اور اس کی قسمیں

مذکر ۔ مونث ۔ حقیقی ۔ غیر حقیقی

جنس : مذکر اور مونث کی پہچان کو جنس کہتے ہیں

مذکر : وہ لفظ ہے جو مرد یا نر کے لئے بولا جاتا ہے۔ جیسے لڑکا، مرد، بیل، بکرا وغیرہ مذکر ہیں۔

مونث : وہ لفظ ہے جو عورت یا مادہ کے لئے بولا جاتا ہے۔ جیسے لڑکی، گائے، بکری وغیرہ مونث ہیں۔

جنس حقیقی : اوپر بیان کئے گئے تمام نام جانداروں کے ہیں اسی لیے جانداروں کی جنس کو "جنسِ حقیقی" کہتے ہیں۔

جنس غیر حقیقی : اردو زبان میں بے جان چیزوں کی بھی جنس ہوتی ہے یعنی بے جان چیزوں میں سے بعض کو مذکر اور بعض کو مونث بولا کرتے ہیں۔ یہ "جنس غیر حقیقی" کہلاتے ہیں۔

اس کی پہچان زبان کے رواج اور روایت کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔

مذکر غیر حقیقی : آسمان، پھول، درخت، گھر وغیرہ مذکر غیر حقیقی ہیں۔

مونث غیر حقیقی : زمین، کلی، ڈالی، جھونپڑی وغیرہ مونث غیر حقیقی ہیں۔

پہچانئے اور عملی مشق کیجئے :

نیچے دئے ہوئے اسموں کی جنس پہچانئے (مذکر اور مونث الگ کیجئے)

(1) آدمی، چڑیا، ہاتھی، مور، ناگن، مرد، گائے

(2) باغ، سمندر، پہاڑ، ہوا، ندی، پتّہ، آم، مٹّی

مصدر - مشتق

ہم جو بھی کام کرتے ہیں اس کا ایک نام ہوتا ہے۔اور ہر کام اپنے نام ہی سے پہچانا جاتا ہے۔
جیسے پڑھنا، لکھنا، دیکھنا، سننا، کھانا، پیناوغیرہ

مصدر : کام کے نام کو مصدر کہتے ہیں۔مصدر کام کا ایسا نام ہے جس کے آخر میں "نا" ضرور آتا ہے۔
ان مصدروں کو غور سے پڑھئے :

بولنا، دوڑنا، سونا، سمجھنا، سوچنا، اچھلنا، بھاگنا۔

یہ الفاظ خود کسی لفظ سے نہیں بنتے۔ یہ تمام الفاظ کام کے نام ہیں۔

مشتق : ان مصدروں سے دوسرے الفاظ نکال سکتے ہیں۔مثلاً
مصدر پڑھنا سے پڑھ، پڑھے گا، پڑھتا تھا، پڑھتا ہےوغیرہ۔
ایسے الفاظ جو مصدر سے نکلتے ہیں "مشتق" کہلاتے ہیں۔

پہچانئے اور مشق کیجئے :

(1) نیچے دئے ہوئے الفاظ سے مصدر اور مشتق الگ کیجئے :
پڑھنا، جائے گا، لکھنا، کھیلنا، سوچے گا

(2) پس نئے مصدر لکھئے اور پھر ان کے مشتق الفاظ بنایئے۔

(3) ان مصدروں کو مشتق بنایئے : جاگنا، رونا، ہنسنا، چلنا۔

سرسری مطالعہ

(نان ڈیٹیل)

ایماندار لڑکی

مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وقت کے اتنے بڑے حکمران تھے کہ دنیا کا کوئی دوسرا بادشاہ اُن کی برابری کا دعویٰ نہیں کرسکتا تھا۔لیکن اُن کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ معمولی سے مکان میں رہتے تھے۔ بالکل سادہ لباس پہنتے تھے جو پھٹ جاتا تو اس میں پیوند لگا لیتے تھے۔ پھٹے پرانے جوتے پہنتے تھے۔کام کرتے کرتے تھک جاتے تو مسجد کے ایک گوشے میں زمین پر ہی لیٹ جاتے۔اُن کا قاعدہ تھا کہ اپنے خادم اسلم کو ساتھ لے کر اکثر رات کو گشت کیا کرتے

ایک رات حضرت عمرؓ اسلم کے ہمراہ اسی طرح مدینہ کی گلیوں میں گشت کررہے تھے۔ کہ ایک مکان سے کسی عورت کی آواز آئی۔ وہ کہہ رہی تھی۔

تھے۔ تاکہ غریبوں اور حاجت مندوں کے حالات معلوم کرکے ان کی تکلیفوں کو دُور کرسکیں۔

''بیٹی اٹھو اور اس دودھ میں کچھ پانی ملادو"

حضرت عمرؓ کے قدم وہیں رُک گئے۔ اب انہوں نے ایک لڑکی کی آواز سنی جو اس عورت کو یہ جواب دے رہی تھی۔

"اماں کیا آپ نے امیر المومنین کا حکم نہیں سنا ؟ اُنھوں نے منادی کرائی تھی کہ کوئی شخص دودھ میں پانی ملا کر دوسروں کے ہاتھ فروخت نہ کرے''۔

ماں نے سخت لہجے میں کہا۔" لڑکی باتیں نہ بنا اور دودھ میں پانی ملا، یہاں ہمیں کون دیکھ رہا ہے"۔

لڑکی نے جواب دیا۔" اماں ! اللہ تو ہمیں دیکھ رہا ہے اس طرح بے ایمانی کرنے سے وہ ناراض ہوگا اور پھر یہ امیر المومنین کے حکم کی نافرمانی ہے۔ کیا یہ گناہ نہیں کہ ہم امیر المومنین کے سامنے تو اُن کی اطاعت کریں اور ان کی غیر حاضری میں اُن کے حکم کی پرواہ نہ کریں۔ میں دوہرا گناہ نہیں کروں گی ایک بے ایمانی اور دوسرے امیر المومنین کی نافرمانی۔

حضرت عمرؓ کے کانوں میں ماں بیٹی کی یہ باتیں پڑیں تو انہوں نے اسلم سے کہا کہ اس مکان کو اچھی طرح پہچان لو۔

صُبح ہوئی تو اُنہوں نے اسلم کو اس مکان پر یہ معلوم کرنے کے لئے بھیجا کہ یہ ماں بیٹی کون ہیں ؟

اسلم نے واپس آ کر بتایا کہ یہ مکان ایک بیوہ عورت کا ہے اور لڑکی اس کی بیٹی ہے۔

حضرت عمرؓ کو اس لڑکی کی ایمانداری اتنی پسند آئی کہ انہوں نے اسے اپنی بہو بنانے کا فیصلہ کرلیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بیٹے عاصم کے لئے اس کا رشتہ مانگ لیا۔ اس طرح یہ اللہ سے ڈرنے والی ایماندار لڑکی امیر المومنین کی بہو بن گئی۔ بنواُمیہ کے مشہور خلیفہ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز اس نیک خاتون کے نواسے تھے۔ انہیں اپنے عدل وانصاف، سادگی اور پرہیزگاری کی وجہ سے عمر فاروق ثانی کہا جاتا ہے۔

I - معنی واشارے

حکمراں - حکومت کرنے والے

گوشہ - کونا، کنارا

لیٹ جانا - سوجانا

قاعدہ - طریقہ، معمول

خادم - نوکر

گشت کرنا - گھومنا، چکر لگانا

حاجت مند - ضرورت مند

ہمراہ - ساتھ رکھنا

II۔ ذیل کے الفاظ کی اضداد لکھئے :

ایماندار ×

بادشاہ ×

زمین ×

صبح ×

معلوم ×

III۔ ذیل کے الفاظ کی واحد کی جمع اور جمع کی واحد لکھئے :

لڑکیاں +

حالات +

مکان +

مسجد +

وقت +

نیکی +

احکام +

اشخاص +

وظائف +

IV - ذیل کے سوالات کے جوابات دو یا تین سطروں میں دیجئے :

1۔ حضرت عمرؓ کی سادگی کا حال بیان کیجئے ؟

2۔ حضرت عمرؓ رات میں کس لئے گشت کیا کرتے تھے ؟

3۔ حضرت عمرؓ نے گشت کے دوران کس عورت کو کیا کہتے ہوئے سنا ؟

V۔ نیچے دیے گئے سوالات کے تفصیلی جوابات لکھئے :

1۔ حضرت عمرؓ کی زندگی کے حالات بیان کیجئے ؟

2۔ بیٹی نے ماں سے کیا کہا ؟

3۔ ماں اور بیٹی کی باتیں سن کر حضرت عمرؓ نے کیا کیا ؟

ایک اور ایک گیارہ

مالک رام

یہ بہت زمانے کی بات ہے۔اس زمانے کی جب حضرت علیؓ مسلمانوں کے خلیفہ تھے۔حضرت علیؓ کے خلیفہ چنے جانے پر امیر معاویہؓ نے انھیں ماننے سے انکار کر دیا تھا۔امیر معاویہؓ پہلے سے ملک شام کے حاکم تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں "علیؓ کو خلیفہ تسلیم نہیں کرتا" اور دمشق میں اپنی آزادی کا اعلان کر دیا جو ملک شام کا دارالخلافہ تھا۔

روم کے بادشاہوں کا ایک عرصے سے عرب پر دانت تھا۔ وہ اس ملک کو اپنی سلطنت میں شامل کرنا چاہتے تھے۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ مسلمانوں کی طاقت بہت زیادہ تھی اور ان پر فتح حاصل کرنا آسان کام نہ تھا۔جب روم کے بادشاہ نے دیکھا کہ علیؓ اور معاویہؓ میں پھوٹ پڑ گئی ہے تو اس نے خیال کیا کہ اب دونوں سے الگ الگ لڑ کر شکست دے دوں اور ان کے ملک پر قبضہ کرلوں۔اس نے فیصلہ کیا کہ پہلے علیؓ پر حملہ کرنا چاہئے۔

یہ بہت خطرے کا وقت تھا۔اکیلے حضرت علیؓ اس حملہ کی تاب نہیں لا سکتے تھے۔نہ ان کے پاس بہت بڑی فوج تھی نہ اس فوج کے پاس کافی سامان تھا۔جب تک مسلمان ایک جان تھے ان کی طاقت کافی تھی۔باہر کے کسی بادشاہ کو ان پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں ہوسکتی تھی۔ لیکن اب وہ بات نہیں رہی تھی۔ امیر معاویہؓ کے خلاف ہوجانے سے مسلمانوں کی طاقت دو حصّوں میں بٹ گئی تھی۔ اب دونوں کمزور تھے۔ وہ دشمن جو پہلے ان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ تک نہیں سکتے تھے اب ان پر غرّا رہے تھے۔

امیر معاویہ ؓ کو یہ خبر پہنچ گئی۔ انہیں معلوم ہوگیا کہ روم کا بادشاہ ہمارے آپس کے جھگڑوں سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ وہ خوب جانتے تھے کہ اگر آج علیؓ کی باری تھی تو کل میری۔ روم والے جب علیؓ پر فتح پا لینے کے بعد چپ تھوڑے بیٹھ جائیں گے۔اس کے بعد وہ میری طرف رُخ کریں گے اور اکیلا میں بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکوں گا۔

انہوں نے فوراً اپنا آدمی روم کے بادشاہ کے پاس بھیجا اور اسے کہلا بھیجا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم علیؓ پر حملہ کرنا چاہتے ہو۔تمہیں یہ حوصلہ اس لئے ہوا ہے کہ ہم آپس میں لڑ جھگڑ رہے ہیں۔تم سوچتے ہو گے کہ میں علیؓ کی مدد نہیں کروں گا اور تم آسانی سے انہیں شکست دے دو گے۔ یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔بے شک میرا علیؓ کے ساتھ جھگڑا ہوا ہے۔ لیکن یہ ہمارا گھریلو معاملہ ہے۔مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم جیسے چاہیں اس کا فیصلہ کریں۔کسی دوسرے کو اس میں دخل دینے کا حق نہیں۔ مگر ایسا بھی نہیں ہے کہ اگر کسی نے باہر سے علیؓ پر حملہ کیا تو میں ان حالات میں بھی چپکا بیٹھا رہوں۔ کہیں اس دھوکے میں نہ رہنا۔اگر تم نے علیؓ پر چڑھائی کی تو میں پہلا شخص ہوں گا جو اس کی طرف سے تمہارے مقابلے پر نکلوں گا۔اس لیے عافیت اسی میں ہے کہ ادھر کا رُخ نہ کرنا۔ میرا فرض تھا کہ تمہیں آگاہ کر دوں۔اگر اس کے بعد بھی تم نے بے وقوفی کی تو تم مسلمانوں کی تلوار کی کاٹ سے واقف ہی ہو۔ تمہیں ایسے لوہے کے چنے چبوانے پڑیں گے کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔

روم کا بادشاہ مسلمانوں پر حملہ اس لئے کرنے والا تھا کہ اس کے خیال میں وہ آپس کی پھوٹ سے کمزور ہو گئے تھے۔

جب اسے معلوم ہوا کہ وہ اب بھی اتنے ہی طاقتور ہیں جتنے پہلے تھے تو اس نے حضرت علیؓ پر حملہ کرنے کا خیال چھوڑ دیا۔

I ۔ معنی اور اشارات :

خلیفہ	:	نائب
حاکم	:	بادشاہ
تسلیم کرنا	:	ماننا ، قبول کرنا
دارالخلافہ	:	پایہ تخت، راجدھانی
شکست	:	ہار
قبضہ	:	اختیار
جرأت	:	ہمت
غرّانا	:	غصے سے آواز نکالنا
چڑھائی کرنا	:	حملہ کرنا

II ۔ محاورات :

دانت رہنا	:	غلبہ پانے کے لئے نظریں جمائے رکھنا
آپس میں پھوٹ پڑنا	:	آپس میں اختلاف ہوجانا
تاب نہ لانا	:	برداشت نہ کرنا
لوہے کے چنے چبوانا	:	سخت اور مشکل کام کرنا
چھٹی کا دودھ یاد آنا	:	مصیبت میں عیش و آرام کا زمانہ یاد آنا

III۔ ذیل کے الفاظ کے اضداد لکھئے :

حاکم ×

مشکل ×

فتح ×

دشمن ×

IV۔ ذیل کے واحد الفاظ کی جمع بنایئے :

مسلمان +

بادشاہ +

جھگڑا +

مقابلہ +

V ۔ ذیل کے سوالات کے جوابات لکھئے :

1۔ حضرت ؓ کو علی تھے ؟

2۔ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ میں اختلاف کس بات پر تھا ؟

3۔ روم کے بادشاہ نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے کیا منصوبہ بنایا ؟

4۔ حضرت امیر معاویہؓ نے روم کے بادشاہ کو کیا جواب دیا ؟

5۔ حضرت امیر معاویہؓ نے کون سی اہم باتیں اس سبق میں بیان کی ہیں ؟

6۔ اس سبق سے آپ نے کیا حاصل کیا۔

ہارون الرشید اور بہلول داناؒ

خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے میں حضرت بہلولؒ ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ وہ بڑے پرہیزگار اور عقل مند آدمی تھے۔ لوگوں کو ہمیشہ اچھی اچھی نصیحتیں کرتے رہتے تھے اس لئے لوگ ان کو بہلول دانا کہتے تھے۔ وہ عام طور پر شہر کوفہ میں رہتے تھے۔ ایک دفعہ خلیفہ ہارون الرشید حج کے ارادہ سے مکّہ معظّمہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ ہزاروں سپاہی اور خدمت گار تھے۔ جدھر سے گذرتا شور مچ جاتا کہ خلیفہ کی سواری آرہی ہے۔ جب اس کی سواری کوفہ کے قریب پہنچی تو حضرت بہلولؒ شہر سے باہر راستے کے قریب ایک جگہ بیٹھے تھے۔ انھوں نے بیٹھے بیٹھے ہی آواز دی "ہارون، ہارون"

خلیفہ کا چہرہ غصّے سے لال ہوگیا اور اس نے پوچھا :

''یہ کون گستاخ ہے جو اس طرح میرا نام لے کر پکار رہا ہے"۔

لوگوں نے کہا

''یہ بہلول داناؒ ہیں"۔

خلیفہ نے ان کا نام سن رکھا تھا۔ اس نے اونٹ پر بیٹھے بیٹھے ہی کہا :

"فرمایئے آپ مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہیں ؟"

بہلول نے کہا:

''اے مسلمانوں کے خلیفہ کیا تم نے حدیث میں نہیں پڑھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لئے تشریف لے گئے تو نہ آپ کے ساتھ لاؤ لشکر تھا، نہ ہٹو بچو کی آوازیں اور نہ کسی قسم کی شان وشوکت، تمہیں بھی سفر سادگی سے کرنا چاہئے تھا اور شان وشوکت دکھانے سے بچنا چاہئے تھا۔"

یہ سن کر ہارون الرشید کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور اس نے حضرت بہلولؒ سے کہا :

" آپ نے بڑی اچھی نصیحت کی کچھ اور فرمایئے۔"

حضرت بہلولؒ نے فرمایا :

"جس کو اللہ تعالیٰ حاکم بنائے اور مال عطا کرے اس کو چاہیئے کہ اپنی حکومت کو انصاف سے مضبوط بنائے اور اپنا مال اللہ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرے۔"

ہارون الرشید نے کہا۔

"اللہ آپ کو نیک بدلہ دے آپ نے بڑی اچھی باتیں کہیں"۔

پھر اس نے حکم دیا کہ حضرت بہلولؒ کو ایک بہت بڑی رقم اسی وقت انعام کے طور پر دی جائے۔

حضرت بہلولؒ نے خلیفہ کا حکم سنا تو انھوں نے یہ رقم لینے سے صاف انکار کر دیا اور خلیفہ سے مخاطب ہو کر کہا :

''یہ رقم ان لوگوں کو دو جن سے تم نے وصول کی ہے"۔

یہ سُن کر خلیفہ خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کہا : "اے بہلول آج سے آپ کا کھانا میرے ذمّہ رہا آپ جہاں بھی ہوں گے آپ کو دونوں وقت پہنچ جائے گا۔ آئندہ آپ اپنی ذمہ داری کی فکر نہ کریں"۔

حضرت بہلولؒ نے فرمایا :

"نہیں اے ہارون الرشید نہیں۔ میں اور تم دونوں اللہ کے بندے ہیں یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ تمہیں یاد رکھے اور مجھے بھول جائے۔ جس کو اللہ نے پیدا کیا ہے اُس کی روزی کا ذمّہ بھی لیا ہے"۔

ہارون الرشید یہ سن کر چپ ہو گیا اور حضرت بہلولؒ کو سلام کر کے آگے روانہ ہو گیا۔

I ۔ مختصر جواب لکھئے :

1. حضرت بہلولؒ کون تھے ؟ اور کہاں رہتے تھے ؟
2. خلیفہ ہارون الرشید نے کہاں کا سفر کیا ؟
3. بہلولؒ نے خلیفہ سے کیا کہا ؟
4. بہلولؒ نے خلیفہ کی رقم لینے سے کیوں انکار کیا اور کیا کہا ؟
5. خلیفہ نے جب روزی کا ذمہ لینا چاہا تو بہلولؒ نے کیا کہا ؟

II صحیح جواب تلاش کیجئے :

1. حضرت بہلولؒ ________

(الف) بڑے دولت مند تھے	(ب) بڑے بادشاہ تھے
(ج) بڑے بزرگ تھے	(د) بڑے وزیر تھے

2. خلیفہ ہارون الرشید کے ساتھ ________

(الف) ہزاروں سپاہی تھے	(ب) سینکڑوں ہاتھی تھے
(ج) ہزاروں وزیر تھے	(د) سینکڑوں عورتیں تھیں

3. خلیفہ کی سواری جب ________

(الف) مکہ کے قریب پہنچی	(ب) مدینے کے قریب پہنچی
(ج) ریاض کے قریب پہنچی	(د) کوفہ کے قریب پہنچی

4. خلیفہ نے بہلولؒ کو ________

(الف) بڑی رقم دی	(ب) قیمتی کپڑے دئے
(ج) عالیشان مکان دیا	(د) حکومت عطا کی

5. اے بہلول آج سے آپ کا ________

(الف) کھانا میرے ذمّہ رہا	(ب) لباس میرے ذمّہ رہا
(ج) رہن سہن میرے ذمّہ رہا	(د) آپ کی تعلیم میرے ذمّہ رہا

III- تفصیلی جواب لکھئے :

(1) حضرت بہلولؒ کے زندگی کی حالات مختصر بیان کیجئے

(2) اس سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے

IV- خلیفہ ہارون رشید کے بارے میں معلومات اکٹھا کیجئے۔

پرہیز گار خلیفہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ بننے سے پہلے بڑی امیرانہ زندگی گزارتے تھے۔ان کا لباس کئی سو روپے کا ہوتا تھا اور جس لباس کو ایک مرتبہ پہن لیتے تھے دوبارہ اس کو نہیں پہنتے تھے۔خوشبو اتنی اعلیٰ استعمال کرتے تھے کہ جس راستے سے گزرتے وہ راستہ مہک جاتا تھا۔لیکن جب وہ خلیفہ بنے تو یہ چیزیں خواب وخیال ہوگئیں۔معمولی کپڑے کا صرف ایک جوڑا ان کے بدن پر ہوتا تھا، اُس میں بھی پیوند لگے ہوتے تھے اور اُسی کو دھو دھو کر پہنا کرتے تھے۔ایک دن جمعہ کی نماز میں دیر سے پہنچے کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا، خادم کپڑے دھونے کو لے گیا تھا اور ان کے سوا کوئی دوسرا کپڑا نہ تھا۔

خلافت کے بعد عمدہ اور لذیذ کھانے بھی چھوڑ دیئے۔نہایت معمولی غذا کھاتے تھے اور وہ بھی کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔ایک دن گھر کے ملازم نے ان کی بیوی سے شکایت کی کہ ہر روز دال کھا کھا کر تنگ آ گیا ہوں۔انھوں نے کہا، "تمھارے آقا امیر المومنین کی بھی یہی غذا ہے۔"

ایک دن عادت کے خلاف صبح کو گھر سے نکلتے نکلتے بہت دیر کردی۔لوگوں نے سبب پوچھا تو فرمایا، رات کو مسور اور چنے کی دال کھائی تھی اس سے پیٹ میں درد ہونے لگا۔ایک شخص نے کہا :

"امیر المومنین اللہ تعالی نے تو فرمایا ہے کہ ہم نے تم کو جو کچھ دیا ہے ان میں سے اچھی چیزیں کھاؤ۔"

انھوں نے فرمایا۔"تم نے اس کے اُلٹے معنی لئے۔اچھی چیزوں کا مطلب ہے حلال طریقے سے حاصل ہونے والی روزی نہ کہ لذیذ کھانے۔

کبھی کبھی تو غذا میں روٹی کے سوکھے ٹکڑوں اور زیتون کے تیل کے سوا اور کوئی چیز نہ ہوتی تھی۔ بیوی بچے بھی یہی سادہ غذا کھاتے تھے۔ ایک مرتبہ عشاء کی نماز کے بعد اپنی لڑکیوں کے پاس گئے تو وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر ان کے سامنے آئیں۔ اس کی وجہ پوچھی تو لڑکیوں نے کہا کہ شام کے کھانے میں مسور کی دال اور پیاز کے سوا اور کوئی چیز نہیں تھی، اس لئے ہم نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا کہ آپ کو ان کی بُو نہ آئے۔ یہ سُن کر رو پڑے اور فرمایا "میری بچیو ! کیا تم یہ پسند کرو گی کہ تم اچھے اچھے کھانے کھاؤ اور تمہارا باپ دوزخ کی آگ میں جلے''؟

یہ سُن کر بچیاں بھی رونے لگیں۔

ایک بار عید الفطر سے چند دن پہلے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی اہلیہ نے کہا کہ عید کے دن سب لوگ عمدہ لباس پہنیں

گے لیکن ہمارے بچوں کے پاس معمولی پرانے کپڑے ہیں۔ مجھے بہت شرم آتی ہے کہ امیرالمومنین کے بچے عید کے دن بھی اس قسم کے کپڑے پہنیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے بیت المال کے افسر کو ایک رقعہ لکھا کہ میرا ایک ماہ کا وظیفہ پیشگی بھیج دیں۔اس نے رقعہ کی پچھلی طرف یہ الفاظ لکھ کر اسے واپس بھیج دیا۔

"امیرالمومنین! کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ ایک مہینہ تک زندہ رہیں گے۔"

یہ الفاظ پڑھ کر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ رونے لگے اور اہلیہ سے کہا ہمارے بچوں کو بہشت میں عمدہ پوشاک ملے گی اس لئے یہاں عمدہ لباس کی ضرورت نہیں۔

ایک مرتبہ ایک کنیز ان کو پنکھا جھل رہی تھی۔ پنکھا جھلتے جھلتے سوگئی۔انھوں نے خود پنکھا لے لیا اور اس کو جھلنا شروع کر دیا اس کی آنکھ کھلی تو گھبرا کر چلاّئی۔انھوں نے فرمایا،

"تم بھی میری طرح انسان ہو تم کو بھی گرمی لگتی ہوگی۔ اس لئے میں نے چاہا کہ جس طرح تم مجھے پنکھا جھل رہی تھیں میں بھی تم کو جھل دوں۔"

ایک بار رات کو مسجد میں گئے۔ اندھیرے میں ایک لیٹے ہوئے شخص کو پاؤں کی ٹھوکر لگ گئی۔اس نے غصّے سے کہا،"تم پاگل ہو ؟" بولے۔"نہیں" خادم نے اس کو سزا دینی چاہی لیکن انھوں نے اس کو روک دیا اور فرمایا، اس نے مجھ سے پوچھا تھا کہ تم پاگل ہو، میں نے جواب دے دیا کہ نہیں۔اس سے زیادہ کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔

ایک دفعہ ایک مہمان سے گفتگو میں رات زیادہ گذر گئی اور چراغ بجھنے لگا۔ پاس ہی خادم سویا ہوا تھا۔مہمان نے اس کو جگانا چاہا۔حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا،اسے سونے دیں۔مہمان نے خود چراغ درست کرنے کا ارادہ کیا تو فرمایا، مہمان سے کام لینا اچھی بات نہیں، پھر خود اٹھ کر چراغ میں تیل ڈالا اور پلٹ کر فرمایا، جب میں اٹھا تھا تب بھی عمر بن عبدالعزیز تھا اور جب پلٹا تب بھی عمر بن عبدالعزیز ہی ہوں۔

I مختصر جواب لکھئے

1. حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کس دور کے خلیفہ تھے۔اور خلافت سے پہلے آپ کا حال بیان کیجئے۔
2. خلیفہ بننے کے بعد آپ نے کیسی زندگی گزاری ؟
3. خلیفہ بننے کے بعد آپ کی غذا کیسی تھی ؟
4. عیدالفطر کے چند دن پہلے آپ کی اہلیہ نے کیا خواہش ظاہر کی ؟
5. بیت المال کے افسر نے آپ کے رقعہ کا کیا جواب لکھا ؟
6. کنیز کی گھبراہٹ پر آپ نے کیا کہا ؟

II۔ صحیح جواب تلاش کرتے ہوئے جوڑ لگایئے

(۱) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ	(الف) ایک رقعہ لکھا
(۲) خلیفہ بننے کے بعد	(ب) حلال طریقے سے حاصل ہونے والی روزی
(۳) اچھی چیزوں کا مطلب ہے	(ج) خلیفہ تھے
(۴) بیت المال کے افسر کو	(د) عمدہ اور لذیذ کھانے بھی چھوڑ دیئے

III۔ صحیح جواب تلاش کیجئے :

1. حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا دور

(الف) خلفاء راشدین کا   (ب) خلافت عثمانیہ

(ج) خلافت بنوامیہ   (د) خلافت عباسیہ

2. خلیفہ بننے سے پہلے

(الف) غریبی کی زندگی گذارتے تھے   (ب) امیرانہ زندگی گذارتے تھے

(ج) فقیری کی زندگی گذارتے تھے   (د) شاہانہ زندگی گذارتے تھے

3. ایک دن گھر کے ملازم نے خلیفہ کی

(الف) خادمہ سے شکایت کی   (ب) بیوی سے شکایت کی

(ج) لونڈی سے شکایت کی   (د) بیٹی سے شکایت کی

4. عمر بن عبدالعزیز کی اہلیہ نے بچوں کے لباس کی خاطر کب فرمائش کی

(الف) عیدالاضحیٰ سے چنددن پہلے   (ب) عیدالفطر سے چنددن پہلے

(ج) شعبان کی عید سے چنددن پہلے   (د) رجب کے ماہ سے چنددن پہلے

IV۔ تفصیلی جواب لکھئے :

(1) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی زندگی کے حالات لکھئے۔

(2) اس سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

شہزادوں کا امتحان

ماخوذ

شاہ جہاں بادشاہ ایک روز اپنے محل میں بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا اتنے میں اس کا وزیر حاضر ہوا اور ادب سے سلام کر کے اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ کچھ دیر تک تو باتیں ہوتی رہیں۔ اس کے بعد وزیر نے عرض کیا۔ جہاں پناہ ! میں دیکھتا ہوں کہ حضور کچھ فکر مند معلوم ہو رہے ہیں۔ کیا خادم کو اس کی وجہ معلوم ہو سکتی ہے۔

بادشاہ نے فرمایا۔ فکر کی تو کوئی بات نہیں ہے۔ سلطنت میں بڑا امن و امان ہے۔ کہیں کوئی خرابی نہیں ہے۔ تم جیسے وفادار اور عقلمند وزیر کے ہوتے ہوئے مجھے کیا فکر ہو سکتی ہے ؟

وزیر نے پھر ادب سے عرض کیا۔ پھر بھی حضور کچھ سوچ رہے تھے خادم کے لائق کوئی خدمت ہو تو بجا لائے۔

بادشاہ نے سوچ کر جواب دیا۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ میرے چار بیٹے ہیں۔ ان میں میرے بعد بادشاہی کے لائق کون ہے؟ اور میں کس کو اپنا ولی عہد بناؤں ؟

وزیر نے عرض کیا تو حضور نے کوئی رائے قائم فرمائی ؟ حضور کے خیال میں کون ولی عہد ہونے کے لائق ہے ؟

بادشاہ نے فرمایا۔ میں دارا کو ولی عہد بنانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ وہ ہمیشہ میرے ساتھ رہتا ہے۔ اور تمام بیٹوں سے زیادہ فرماں بردار ہے۔ اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے ؟

وزیر نے عرض کیا۔ جہاں پناہ! ، خادم کی ناچیز رائے تو یہ ہے کہ چاروں شہزادوں میں سے جس میں حکومت کی لیاقت ہو وہی بادشاہی کرے گا۔

بادشاہ نے کہا، اگر میں خود کسی کو اپنا ولی عہد مقرر کروں تو کیا وہ بادشاہی نہ کر سکے گا۔

وزیر ادب سے بولا۔ خادم کا خیال ہے اگر دوسرا شہزادہ اس سے زیادہ عقلمند اور لائق ہوگا تو وہ بادشاہ بن بیٹھے گا۔

بادشاہ نے کہا ابھی تک سلطنت میرے اختیار میں ہے۔ فوج میرا حکم مانتی ہے۔ تمام حکام میرے ساتھ وفادار ہیں۔ میں جس کو بادشاہی دے دوں گا سب اس کا حکم مانیں گے۔ اسی کے ہاتھ میں خزانہ ہوگا۔ پھر دوسرا کیسے بادشاہی کر سکتا ہے۔

وزیر نے ادب سے عرض کیا۔ جہاں پناہ درست فرماتے ہیں۔ لیکن تاریخوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو

شخص بے عمل اور بے تدبیر ہوتا ہے جس میں ہمت اور بہادری نہیں ہوتی وہ ہر طرح کے ساز و سامان کے ہوتے ہوئے بھی سب کھو بیٹھتا ہے۔اور جو عقلمند با تدبیر اور بہادر ہوتا ہے۔وہ کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی سب کچھ حاصل کر لیتا ہے۔

بادشاہ نے پوچھا ! "اچھا تو تم چاروں شہزادوں میں ولی عہد کے لائق کس کو سمجھتے ہو"۔وزیر نے عرض کیا میں شہزادوں کا امتحان کر کے عرض کروں گا۔

وزیر بادشاہ کے پاس سے اٹھ کر شہزادہ دارا کے پاس گیا۔اس وقت شہزادہ لکھ رہا تھا۔وزیر کو دیکھتے ہی اس نے لکھنا چھوڑ دیا اور دروازے تک استقبال کر کے ساتھ لے جا کر عزت سے بٹھایا۔

وزیر نے اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے شہزادے سے کہا۔میں آپ کے پاس تین باتیں دریافت کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔امید کہ وہ باتیں آپ سے معلوم ہو جائیں گی۔

شہزادے نے انکساری کے ساتھ کہا۔ پوچھئے مجھ سے جہاں تک ہو سکے بتا دوں گا۔

وزیر نے کہا پہلے میں جاننا چاہتا ہوں کہ آج کل چنے کا کیا نرخ ہے؟ دوسرا جوتیاں کن کن شہروں میں بنتی ہیں ؟اور تیسرے یہ کہ آدمی خوشی کے ساتھ کس سے ہار جاتا ہے ؟

داؔرا نے کہا وزیر صاحب یہ باتیں تو ہم سے پوچھنے کے لائق نہیں۔ہم شہزادے ہیں ہمیں ان چیزوں سے کیا واسطہ؟ ہم سے یہ پوچھئے تو بتائیں کہ فوجوں سے کیسے کام لیا جاتا ہے ؟ مورچہ بندی کس طرح کی جاتی ہے۔اور دشمن کو شکست دے کر اس کے ملک پر کیسے قبضہ کر لیا جاتا ہے ؟

وزیر نے اس بارے میں دارا سے پھر کچھ نہیں کہا۔پھر شجاع کے پاس حاضر ہوا۔شجاع اپنے دوست سے باتیں کر رہا تھا۔وزیر کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور اپنے دوست کو رخصت کر کے وزیر سے باتیں کرنے لگا۔

وزیر نے باتوں باتوں میں شہزادے سے تین سوال کیئے۔شہزادے کو وزیر کے سوال پر بہت تعجب ہوا۔

شجاع نے کہا اچھا ٹھہرئے۔میں اپنے غلام کو بھیج کر دریافت کر لیتا ہوں۔وزیر نے کہا آپ کو نہیں معلوم۔

شہزادے نے کہا۔بھلا مجھے چنے گیہوں کے بھاؤ سے کیا غرض ؟اور میں یہ جان کر کیا کروں گا کہ جوتیاں کہاں کہاں تیار ہوتی ہیں۔میں بیوپاری اور تاجر تو ہوں نہیں۔میں حکومت کرتا ہوں اور عرصے سے بنگال کا صوبہ دار ہوں۔

وزیر وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔چلتے وقت شہزادے نے ایک ہزار اشرفیاں رخصتانہ کے طور پر دیں۔وہاں سے وزیر چھوٹے شہزادے مراد کے پاس گیا۔مراد ایک بہت بڑے افسر سے گجرات کی حکومت کے بارے میں باتیں کر رہا تھا۔وزیر کو دیکھ کر اس نے بھی اپنی باتیں چھوڑ دیں۔اور وزیر کی خاطر مُدارت میں لگ گیا۔وزیر نے اِدھر اُدھر کی دو چار باتیں کر کے تینوں سوال کیئے۔

شہزادے نے انکساری کے ساتھ جواب دیا۔میں تو ان باتوں سے بالکل ناواقف ہوں۔میرے خیال میں بھی یہ باتیں نہیں گذریں کہ مجھ سے یہ سوال کیئے جائیں گے۔بھلا شہزادے ان باتوں کو یاد رکھ کر کیا کریں گے ؟

وزیر نے پھر کچھ نہیں کہا۔اور شہزادے نے جو کچھ رخصتانہ دیا لے کر وہاں سے چلا گیا۔سب سے آخر میں وہ اورنگ زیب کے پاس گیا۔اس وقت وہ عبادت کر رہا تھا۔اس نے وزیر کے لئے کچھ بھی نہیں کیا۔اسی طرح وظیفہ پڑھتا رہا۔وزیر پاس ہی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔شہزادہ قرآنِ شریف پڑھ چکا تو اس نے وزیر کو سلام کر کے پوچھا۔فرمایئے کیسے تشریف لائے۔میرے لائق کا کوئی کام ہو تو کہیئے۔وزیر نے کہا۔میں آپ سے تین باتیں دریافت کرنے آیا ہوں۔اورنگ زیب نے کہا ہاں پوچھئے کیا پوچھنا چاہتے ہیں ؟

وزیر نے پوچھا۔" آج کل چنے کا کیا بھاؤ ہے۔"

اورنگ زیب نے جواب دیا۔ آگرے اور لاہور میں روپے کا بارہ پنسیری، دہلی میں گیارہ پنسیری اور بہار میں تیرہ پنسیری کا۔ یہ چنے کا نرخ کل کا تھا اور آج سے ایک ہفتہ پہلے آگرہ میں گیارہ، دہلی اور بہار میں دس اور بارہ پنسیری کا بھاؤ تھا۔ ان شہروں کے علاوہ دوسرے شہروں کا بھاؤ بھی اورنگ زیب نے بتایا۔

وزیر نے دوسرا سوال کیا کہ جوتیاں کن کن شہروں میں بنتی ہیں ؟

شہزادے نے جواب دیا۔ دہلی، لدھیانہ اور کانپور میں بہت اچھے جوتے بنتے ہیں۔ ان کے علاوہ کلکتہ میں مالابار اور کشمیر وغیرہ کے جوتے بھی اچھے ہوتے ہیں۔

وزیر نے تیسری بات پوچھی انسان خوشی خوشی کس سے ہار مانتا ہے ؟

اورنگ زیب نے کچھ دیر غور کر کے کہا۔ انسان اپنے بیٹے کی لیاقت اور سعادت مندی سے خوشی کے ساتھ ہار نا قبول کرتا ہے

وزیر نے اورنگ زیب سے باتیں کر کے واپس ہوا تو اورنگ زیب نے کچھ دور تک اسے پہنچایا۔

وزیر دوسرے روز بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

بادشاہ نے پوچھا۔ تم نے شہزادوں کا امتحان لیا۔

وزیر نے کہا۔ ہاں جہاں پناہ۔ امتحان لینے سے معلوم ہوا کہ بادشاہی کرنے کے لائق صرف اورنگ زیب ہے۔ آپ کسی اور شہزادے کو ولی عہد مقرر کریں گے، جب بھی بادشاہی اورنگ زیب ہی کرے گا۔

بادشاہ نے شہزادوں کے امتحان کی کیفیت پوچھی۔ وزیر نے سب حال سنایا۔ بادشاہ نے اورنگ زیب کا جواب سُن کر اس کی معلومات اور لیاقت کی بہت تعریف کی۔

I- معنی اوراشارے

ولی عہد ۔ وہ شہزادہ جو بادشاہ کے بعد تخت پر بیٹھنے کا حقدار ہو

انکساری ۔ عاجزی

نرخ ۔ مول

رخصتانہ ۔ رخصت ہونے کے وقت کا تحفہ

پنسیری ۔ پانچ سیر

امتحان ۔ آزمائش

مشق

II- سولات :

1) شاہ جہاں کیوں فکر مند تھا ؟

2) وزیر نے کیا رائے دی ؟

3) وزیر نے دارا سے کیا سوالات کئے ؟ اوران کا کیا جواب ملا ؟

4) شجاع نے ان سوالات کا کیا جواب دیا ؟

5) اورنگ زیب نے ان سوالات کے کیا جوابات دئے ؟

پیار کا چراغ

ماخوذ

شیرا ایک ڈاکو تھا، انتہائی خوفناک اور بے رحم، انسانی کھال میں خوں خوار بھیڑیا، دیو جیسا لمبا چوڑا۔ دور دور کے گاؤں والے اس کا نام سن کر کانپ جاتے تھے۔ جنگلوں میں اُس کی حکومت تھی اور اس کا بھالا موت کا نشان تھا۔ وہ اپنے گروہ کے ساتھ اچانک جنگل سے نکل کر کسی بھی بستی پر آ پڑتا اور لوٹ مار کر کے پھر جنگل میں چلا جاتا۔ گاؤں والے اس کے سامنے بے بس تھے۔ وہ شیرا کے گروہ کے مقابلے میں بہت کمزور تھے۔ کچھ دنوں بعد تو یہ حالت ہوگئی کہ شیرا کی آس پاس موجودگی کی جھوٹی خبر سن کر ہی گاؤں والے اپنا گاؤں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوتے تھے۔ برسوں تک یہی ہوتا رہا۔ شیرا اپنے گروہ کے ساتھ جس گاؤں کی طرف جاتا اُسے ویران ہی پاتا۔ اس میں کوئی روشن چراغ ملتا اور نہ کوئی انسان۔ اسے یہ سوچ کر خوشی ہوتی تھی کہ لوگ مجھ سے کس قدر خوف کھاتے ہیں !

وہ فخر سے سینہ پھُلا کر کہتا۔" ہر طرف میری حکمرانی ہے۔ میں ہی ان علاقوں کا شہنشاہ ہوں۔ میں ایک طوفان ہوں۔ جس کے آنے سے پہلے ہی بستیاں ویران ہو جاتی ہیں"۔

ایک اندھیری رات تھی۔ شیرا اور اس کے ساتھی ایک گاؤں میں داخل ہوئے۔ وہ گاؤں بھی ویران تھا۔ شاید وہاں کے کتے بھی گاؤں والوں کے ساتھ ہی چلے گئے تھے۔ انھوں نے ٹھہر ٹھہر کر اِدھر اُدھر نظریں دوڑائیں۔ مشعلوں کی روشنی میں اُن کے بھالوں کی نوکیں چمک رہی تھیں۔ پھر انہوں نے جھونپڑوں میں لوٹ مار کر کے ان میں آگ لگانی شروع کردی۔ گھاس کے جھونپڑے دھڑ دھڑ جلنے لگے۔ شیرا کے ڈاکوؤں کے قہقہے فضا میں گونج رہے تھے۔ مگر اچانک وہ خاموش ہوگیا۔ ڈاکوؤں نے اس کی طرف دیکھا۔ اس کی نگاہیں سامنے اندھیرے میں ایک طرف بڑے غور سے کسی چیز کو دیکھ رہی تھیں۔

ایک ڈاکو نے حیرت سے سوال کیا۔" کیا بات ہے سردار ؟"

شیرا پھر بھی خاموش رہا۔ مشعلوں کی روشنی میں اس کی آنکھیں انگارے برسا رہی تھیں۔" وہ دیکھ رہے ہو"۔ اُس نے بھاری آواز میں پوچھا اور سامنے کی طرف انگلی اٹھادی۔ اب انہوں نے دیکھا۔ وہ روشنی کا ایک دھبا سا تھا۔ ڈاکو ایک ساتھ بولے" روشنی ہے۔ شاید کسی جھونپڑی میں چراغ جل رہا ہے۔" شیرا کا چہرہ اور بھی خوفناک ہوگیا۔

" کون ہے وہ جس نے شیرا کے راستے میں چراغ جلانے کی ہمت کی ہے۔میں جس طرف بھی نکل جاتا ہوں بجھے ہوئے چراغ ہی ملتے ہیں۔اس روشن چراغ کا مطلب ہے کہ کوئی ایسا ضرور ہے جو مجھ سے خوف زدہ نہیں ہے"۔

ڈاکو بولے۔"ابھی جا کر اس گستاخ کا کام تمام کرتے ہیں"۔

شیرا نے سختی سے کہا۔" نہیں تم سب یہیں ٹھہرو۔ چراغ جلانے والے نے شیرا کو للکارا ہے۔وہ یقیناً بڑا بہادر ہوگا۔ بہت دنوں سے خواہش تھی کہ کسی بہادر سے مقابلہ کروں۔ میں اکیلا ہی جاؤں گا"۔

شیرا جھونپڑی کے قریب پہنچا۔اس نے دروازے کی آڑ سے اندر جھانکا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جھونپڑی میں ایک بیمار عورت چٹائی پر پڑی کراہ رہی ہے۔اور پاس ہی ایک چھوٹا سا لڑکا بیٹھا ہوا ہے۔

عورت کہہ رہی تھی۔"تمام گاؤں والے جان بچا کر بھاگ چکے ہیں۔تو بھی چلا جا ورنہ شیرا تجھے مار ڈالے گا۔وہ بے رحم درندہ ہے میرے بچے"۔

لڑکا بولا۔"ماں! میں تمہیں بیماری کی حالت میں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔میں بزدل نہیں ہوں۔اگر شیرا ڈاکو ادھر آ نکلا تو میں اکیلا ہی اس سے لڑوں گا"۔

شیرا لڑکے کی بات سن کر دنگ رہ گیا۔ابھی تک تو لوگ اس سے گڑگڑا کر زندگی کی بھیک مانگتے آئے تھے۔مگر وہ لڑکا......!

آخر اس لڑکے میں اتنی ہمت کہاں سے آ گئی ؟ شیرا کو اپنی ماں یاد آئی جو خود بھوکی رہ کر اس کا پیٹ بھرتی تھی۔اور وہ جب بیمار پڑتا تھا تو راتوں کو جاگ کر اس کی تیمارداری کرتی تھی۔ ایک دن وہ دنیا سے چلی گئی۔ وہ اکیلا رہ گیا۔ بری صحبت میں پڑ گیا اور ایک دن ڈاکو بن گیا۔ چراغوں کو بجھانے والا۔

ماں کی یاد نے اس کے اندھیرے دل میں ایک چراغ سا جلا دیا۔اُس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔زندگی میں پہلی بار شیرا کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔

پہلی بار پتھر پگھلا تھا۔ بیمار عورت مسلسل کہے جا رہی تھی۔ "بھاگ جا بیٹا، چراغ کی روشنی دیکھ کر شیرا ادھر آ جائے گا۔ چراغ بجھا دے گا"۔

اچانک شیرا جھونپڑی کے دروازے پر جا کھڑا ہوا۔ ماں اور بیٹے نے گھبرا کر اُس کی طرف دیکھا۔

شیرا کہنے لگا۔" گھبراؤ نہیں۔اس چراغ کو بجھانے کی طاقت کسی میں نہیں ہے۔ہزار شیرا بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے" اسے ماں کے پیار نے روشن کیا ہے۔یہ آندھیوں سے بھی لڑ جائے گا۔ یہ چراغ نہیں سورج ہے۔ اس کی روشنی اندھیروں کو مٹانے کے لیے ہے۔ شیرا سے نہ ڈرو۔ وہ مر چکا ہے۔ اب اس گاؤں کی طرف کبھی کوئی شیرا نہیں آئے گا"۔

"تم......مگر تم کون ہو ؟" لڑکے نے پوچھا۔

لیکن جواب دینے والا جا چکا تھا۔ جھونپڑی کے باہر سنّاٹا تھا اور چاروں طرف اندھیرا۔ جس میں چراغ روشنی کے مینار کی طرح روشن تھا۔

اس رات کے بعد کسی نے شیرا اور اس کے گروہ کا نام نہیں سنا۔

عملی مشق

I- معنی اور اشارات :

خوں خوار	:	ظالم
بھالا	:	برچھا، نیزہ
گروہ	:	جماعت
ویران	:	اجڑا ہوا، سنسان
فخر	:	شان
حکمرانی	:	بادشاہی
شہنشاہ	:	بادشاہ
مشعل	:	چراغ
سنّاٹا	:	خاموشی کا عالم
فضا	:	کھلا میدان، بہار
گستاخ	:	شریر، بے ادب
للکارنا	:	پکارنا
کراہنا	:	دکھ یا درد سے آہ آہ کرنا

درندہ : چیر پھاڑ کر کھانے والا جانور
بزدل : ڈرپوک
دنگ رہنا : حیران ہونا
تیمارداری کرنا : بیمار کی دیکھ بھال کرنا

II۔ ذیل کے واحد الفاظ کے جمع بنائیے :

جنگل +
بستی +
نظر +
ڈاکو +
نگاہ +

III۔ ذیل کے الفاظ کے اضداد لکھیے :

رحم ×
کمزور ×
سختی ×
بیمار ×

IV۔ ذیل کے جملوں کی بحوالہ متن تشریح کیجیے۔

1۔ شیرا ایک ڈاکو تھا، انتہائی خوفناک اور بے رحم، انسانی کھال میں خوں خوار بھیڑیا۔
2۔ ہر طرف میری حکمرانی ہے۔ میں ہی ان علاقوں کا شہنشاہ ہوں۔ میں ایک طوفان ہوں۔ جس کے آنے سے پہلے ہی بستیاں ویران ہو جاتی ہیں۔
3۔ روشنی ہے۔ شاید کسی جھونپڑی میں چراغ جل رہا ہے۔
4۔ گھبراؤ نہیں۔ اس چراغ کو بجھانے کی طاقت کسی میں نہیں ہے۔ ہزار شیرا بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

V۔ ذیل کے سوالات کے جوابات لکھیے۔

1۔ شیرا کون تھا ؟
2۔ شیرا اور اس کے ساتھی گاؤں میں جب داخل ہوئے تو انہوں نے کیا دیکھا ؟
3۔ شیرا کے بارے میں لڑکے کی ماں نے کیا کہا ؟
4۔ لڑکے کی ہمت و طاقت پر شیرا نے کیسا برتاؤ کیا ؟
5۔ شیرا کی اصلاح کیسے ہوئی ؟
6۔ اس سبق سے آپ نے کیا سیکھا ؟

سلطان کا فیصلہ

سلطان غیاث الدّین بلبن ہندوستان کا بادشاہ تھا جس نے بائیس برس تک ملک پر حکومت کی تھی۔ایک بار ایسا ہوا کہ اس کے ایک امیر نے اُسے بتایا :

"حضور! دربار میں کئی ایسے امیر ہیں جو سلطان شمس الدین التمش کے دربار میں بھی زندگی گزار چکے ہیں اور اب بوڑھے ہو گئے ہیں۔"

سلطان نے یہ الفاظ سن کر اس امیر کو حکم دیا کہ ایسے ناکارہ لوگوں کی فہرست بنا کر پیش کر دی جائے تاکہ سلطان ان کے بارے میں کچھ سوچ کر فیصلہ کریں۔

امیر نے دوسرے روز ہی ایسی فہرست تیار کر کے سلطان کے سامنے رکھ دی۔ سلطان نے سب نام پڑھے۔یہ سب ان لوگوں کے نام تھے جو بوڑھے ہو چکے تھے۔تاہم دربار میں باقاعدہ حاضری دے رہے تھے۔

سلطان نے امیر سے پوچھا، "تو اب ان کے بارے میں کیا کہنا چاہتے ہو ؟"

امیر نے جواب دیا، "جب آدمی ناکارہ ہو جائے تو اُسے ملازمت سے الگ کر دیا جاتا ہے۔ان لوگوں کے ساتھ بھی یہی سلوک ہونا چاہئے۔"

سلطان نے حکم دیا، "ان لوگوں کی ملازمت ختم کی جاتی ہے۔ ہر ایک کو اطلاع دے دو۔"

امیر نے فہرست کے مطابق سب بوڑھے اور ناکارہ امیروں کو سلطان کے حکم سے آگاہ کر دیا۔ سلطان کا حکم کیسے ٹالا جاسکتا تھا۔ ان کا فیصلہ آخری فیصلہ تھا۔

ان امیروں کی تنخواہ بند ہوگئی تو یہ بہت پریشان ہوئے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ آخر یہ سب ایک ایسے شخص کے پاس گئے جو خود بھی امیر رہ چکا تھا۔ اس کا نام فخرالدین تھا۔ بڑا عقل منداور دوراندیش آدمی تھا۔

امیروں نے اس سے کہا۔

"جناب! اگر آپ کچھ کر سکتے ہیں تو کریں ورنہ ہماری حالت بہت خراب ہو جائے گی۔"

فخرالدین نے پہلے تو اس معاملے میں حصّہ لینے سے اِنکار کر دیا، لیکن جب سب امیروں نے بار بار اُس سے درخواست کی تو کہنے لگا۔

" آپ لوگ مجبور کرتے ہیں تو میں کچھ کرنے کی کوشش کرتا ہوں اگرچہ اس میں یہ خطرہ بھی ہے کہ سلطان خفا ہو جائیں اور مجھے سزا کا حکم سنا دیں۔"

امیر فخرالدین سے وعدہ لے کر سب اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔

چند روز بعد فخرالدین سلطان کے حضور پہنچا اور بولا، "جناب! آپ نے ہم پر ہمیشہ احسان کیا ہے، ہماری خواہش ہے کہ آپ کا شکریہ ادا کرنے کی خاطر آپ کو اپنے ہاں بلائیں۔ اگر حضور ہماری دعوت قبول کر لیں تو ہم بہت ممنون

ہوں گے۔"

سلطان نے دعوت قبول کرلی۔جس شام سلطان کی دعوت تھی، فخرالدین کے مکان میں وہ سب کے سب امیر جمع ہوگئے جنہیں سلطان نے ملازمت سے الگ کردیا تھا۔

دعوت بڑی شان دار تھی۔جب ختم ہوگئی توسُلطان نے ان کاشکریہ ادا کیااور رخصت ہونے کاارادہ ظاہر کیا۔

فخرالدین نے آگے بڑھ کر عرض کی، "جناب! ہم سب آپ کے ممنون ہیں کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہماری دعوت قبول کی۔اگر آپ اجازت دیں تو آپ کے رخصت ہونے سے پہلے کچھ پوچھنے کی جرأت کروں"۔

سلطان بولے،"بے شک پوچھو !"

فخرالدین نے بڑے ادب واحترام سے سوال کیا،

"حضور، یہ بتائیں جس ہوا سے ہم سانس لیتے ہیں کیا خدا نے وہ ہوا ہم پر بند کردی ہے ؟"

سلطان اس سوال پر حیران رہ گئے۔تاہم انہوں نے کہا،

"نہیں ! ایسا نہیں ہوا ؟"

فخرالدین نے پوچھا،

" کیا اللہ نے ہم پر پانی بند کردیا ہے جس سے ہم اپنی پیاس بُجھاتے ہیں"۔

"نہیں، ایسا بھی نہیں ہوا"۔سلطان نے جواب دیا۔

"حضور! کیا اللہ نے ہمیں وہ سبزیاں کھانے سے روک دیا ہے جو زمیں سے پیدا ہوتی ہیں"۔سلطان نے اس کا جواب بھی نفی میں دیا۔

فخرالدین بولا،

"تو حضور !یہ فرمایئے جب اللہ نے اپنی نعمتیں ہمیں دینی بند نہیں کیں اور یہ نہیں کہا کہ اب تم بوڑھے ہو کر ناکارہ ہو گئے ہو اِس لئے تمہیں ان نعمتوں پر کوئی حق نہیں ہے ! پھر آپ ہمیں اُس چیز سے کیوں محروم کر رہے ہیں جو اللہ ہی نے آپ کو دی ہے"۔

سلطان نے یہ سوال سنا تو تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گیا جتنے امیر وہاں بیٹھے تھے اُن کے چہروں کا رنگ زرد پڑ گیا۔انہیں ڈر تھا کہ سلطان، فخرالدین کی اِس جرأت پر ناراض ہو جائیں گے۔

سلطان چند لمحے خاموش بیٹھے رہے، پھر بولے: "فخرالدین تم نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں۔ سب درباریوں کو جو برخاست کر دیئے گئے تھے با قاعدہ تنخواہ دی جائے گی"۔

اتنا سننا تھا کہ سارے امیر سلطان کا شکریہ ادا کرنے لگے۔شکریہ کے الفاظ اُن کے دِلوں سے نِکل رہے تھے۔

مشق

I۔ معنی اور اشارے :

امیر	۔	وزیر
ناکارہ	۔	بےکار
فہرست	۔	تفصیل
ملازمت	۔	نوکری
برخاست	۔	ختم ہونا
دوراندیش	۔	عقلمند، انجام سوچنے والا
رنگ زرد پڑنا	۔	چہرہ اتر جانا
تاہم	۔	اس کے باوجود
ممنون	۔	احسان مند
جرأت	۔	ہمت، بہادری

نفی	۔	انکار، منکر
نعمتیں	۔	اللہ کی دی ہوئی قیمتی چیزیں
محروم	۔	بدقسمت، بے بہرہ
احسان	۔	بھلائی

II۔ نیچے لکھے ہوئے سوالات کے جوابات لکھئے :

1۔ سلطان غیاث الدین بلبن نے بزرگ امیروں کا پینشن کیوں بند کر دیا ؟

2۔ بزرگ امیروں نے پینشن جاری کرانے کے لئے کون سی ترکیب اپنائی ؟

3۔ امیر فخر الدین نے سلطان سے کیا کہا ؟

4۔ امیر فخر الدین کی بات سن کر سلطان نے کیا جواب دیا ؟

III۔ نیچے لکھے ہوئے جملوں کو پڑھ کر بتائیے کہ اس سبق میں یہ باتیں کس نے کس سے کہی ہیں :

1۔ جناب ! اگر آپ کچھ کر سکتے ہیں تو کریں ورنہ ہماری حالت بہت خراب ہو جائے گی۔

2۔ جناب ! آپ نے ہم پر ہمیشہ احسان کیا ہے، ہماری خواہش ہے کہ آپ کا شکریہ ادا کرنے کی خاطر آپ کو اپنے ہاں بلائیں۔

3۔ فخر الدین تم نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں۔ سب درباریوں کو جو برخاست کر دیئے گئے تھے باقاعدہ تنخواہ دی جائے گی۔

IV۔ نیچے لکھے ہوئے لفظوں کی ضد لکھئے

جرأت ناکارہ محروم احسان خفا بادشاہ عزت

V۔ اس سبق میں جتنے مرکبات ہیں، انہیں تلاش کر کے لکھئے۔

عقل مند شہزادہ

ایک شہزادہ نہایت بدصورت اور پستہ قد تھا۔اس کے دوسرے بھائی بہت خوبصورت اور لمبے قد والے تھے۔شہزادے کی بدصورتی اور چھوٹے قد کی وجہ سے بادشاہ بھی اس سے نفرت کرتا تھا اور دوسرے خوبصورت بیٹوں کو عزیز رکھتا تھا۔

ایک دفعہ بادشاہ اس کو حقارت کی نظر سے دیکھ رہا تھا۔

پستہ قد شہزادہ نہایت ذہین اور ہوشیار تھا۔اس نے باپ کی حقارت اور کراہت کے سبب کو سمجھ لیا فوراً ادب کے ساتھ بولا،"ابا جان پستہ قد عقل والا، لمبے قد والے بے وقوف سے اچھا ہوتا ہے۔جو چیز قامت میں بڑی ہے ضروری نہیں وہ قیمت میں بھی اچھی ہو۔بکری اگر چہ چھوٹی ہوتی ہے لیکن اس کا گوشت پاک اور حلال ہوتا ہے جبکہ ہاتھی مردار ہے۔طور ایک چھوٹا پہاڑ ہے مگر قدر و منزلت میں خدا کے نزدیک بہت بڑا ہے۔اچھی نسل والا کمزور گھوڑا بھی گدھوں کے طویلے سے بہتر ہے۔"

شہزادے کی باتیں سن کر بادشاہ کو ہنسی آ گئی۔دربار میں موجود دوسرے لوگوں نے بھی شہزادے کی باتیں سن کر پسندیدگی کا اظہار کیا اور اس کی خوب تعریف کی۔لیکن اس کے بھائیوں کو سخت صدمہ پہنچا۔

جب تک آدمی خاموش رہتا ہے اس کا عیب و ہنر بھی پوشیدہ رہتا ہے۔ہر جھاڑی کے بارے میں یہ سوچنا کہ وہ خالی ہو گی ٹھیک نہیں ہے ممکن ہے وہاں چیتا سو رہا ہو۔

کچھ عرصے بعد ایک پڑوسی بادشاہ نے اس مملکت پر حملہ کر دیا۔جب دونوں طرف کی فوجیں سامنے آئیں اور جنگ کا ارادہ کیا تو سب سے پہلے جو شخص میدان میں آیا وہ پستہ قد بدصورت شہزادہ تھا۔اس نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"میں لڑائی کے وقت پیٹھ دکھانے والوں میں سے نہیں ہوں۔میرا سر تمھیں خاک اور خون میں غلطاں نظر آئے گا۔کیونکہ جو شخص جنگ کے لئے میدان میں آتا ہے تو گویا وہ اپنے خون سے کھیلتا ہے۔اور میدانِ جنگ سے بھاگنے والا اپنے لشکر کے خون سے کھیلتا ہے۔" یہ کہہ کر اس نے دشمن کی فوج پر حملہ کر دیا اور دشمن کے متعدد تجربہ کار سپاہیوں کو ہلاک کر ڈالا۔پھر باپ کے سامنے گیا اور ادب سے کہا،"ابا جان ! آپ کو میرا جسم کمزور اور لاغر نظر آتا ہے لیکن موٹاپے کو خوبی نہیں سمجھنا چاہیئے۔کیونکہ جنگ کے میدان میں کمزور اور پتلی کمر والا گھوڑا ہی کام آتا ہے۔موٹا بیل کسی کام نہیں آتا۔"

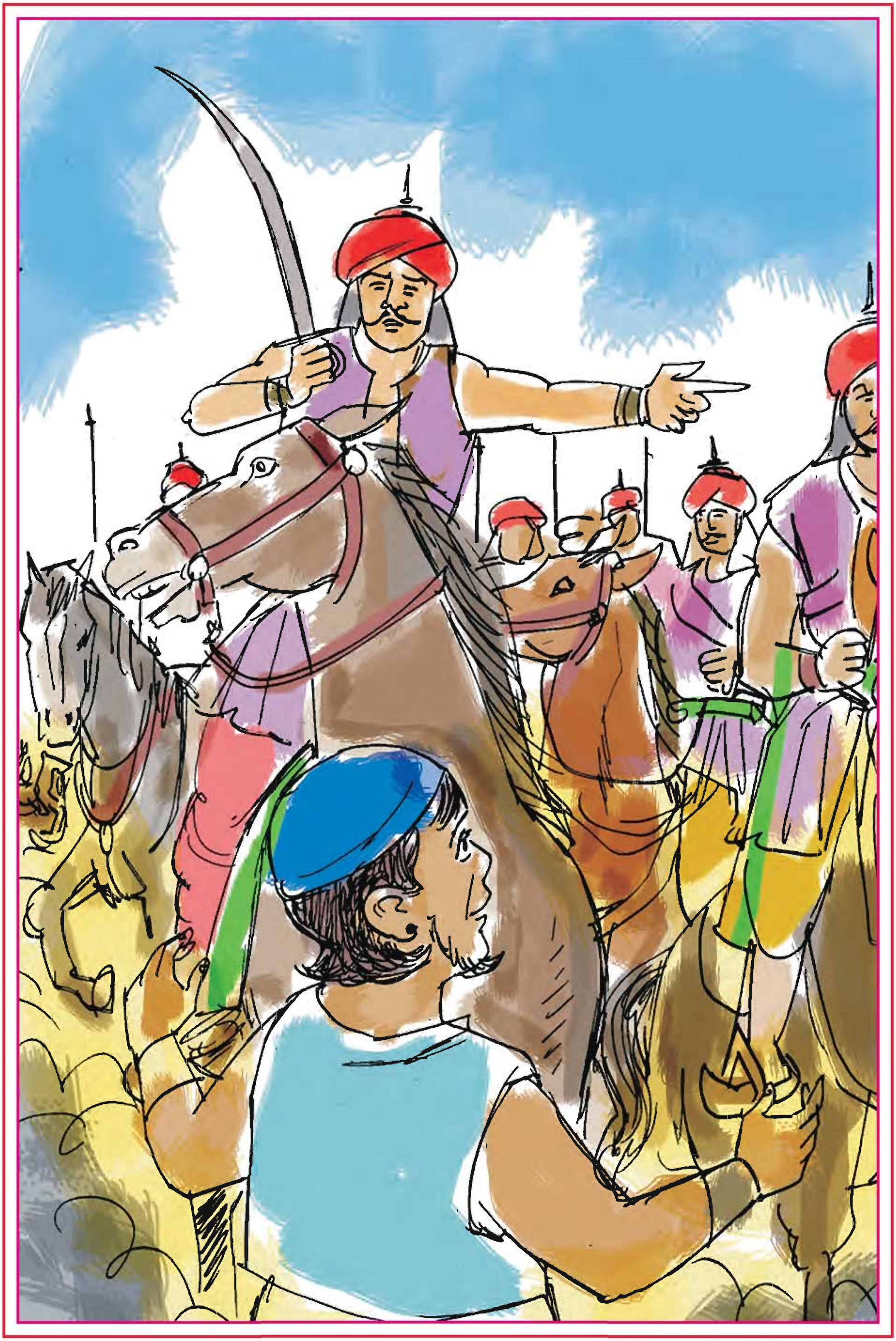

کہتے ہیں دشمن کی فوج بہت زیادہ تھی اور تعداد میں لوگ بہت کم تھے۔ جنگ کے دوران پستہ قد شہزادے کی فوج کے ایک دستے نے بھاگنے کا ارادہ کیا تو اس نے ایک زوردار نعرہ لگا کر کہا۔

"بہادرو ! مقابلہ کرو۔ بزدلی مت دکھاؤ۔"

شہزادے کی بات سن کر سپاہیوں کی ہمت بڑھ گئی اور انہوں نے متحد ہو کر زبردست حملہ کیا۔ زیادہ وقت نہیں لگا کہ دشمن کی فوج پسپا ہو کر بھاگ کھڑی ہوئی۔

باپ نے فتح کی کامیابی سے خوش ہو کر پستہ قد شہزادے کے سر پر بوسہ دیا اور فرط محبت سے گلے لگا لیا اور پھر بادشاہ کی مہربانیوں میں روز بہ روز اضافہ ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ اس کو ولی عہد مقرر کر دیا۔

پستہ قد شہزادے کی کامیابی سے اس کے بھائی حسد کرنے لگے اور اس کو ہلاک کرنے کی تدبیریں کرنے لگے۔ ایک دن موقع پا کر انہوں نے شہزادے کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ اتفاق سے شہزادے کی بہن نے دیکھ لیا۔ اس نے فوراً مخصوص اشارہ کر کے بھائی کو اس سے آگاہ کر دیا۔ پستہ قد شہزادے نے کھانے سے ہاتھ اٹھا لیا اور کہا، "یہ نہیں ہوسکتا کہ قابل لوگ مرجائیں اور نا اہل ان کی جگہ حاصل کرلیں۔ دنیا سے اگر ہما کا نام ونشان مٹ جائے تب بھی کوئی شخص الو کے سائے میں بیٹھنا پسند نہیں کرے گا۔"

باپ کو جب اس واقعے کی اطلاع ہوئی تو اس نے شہزادے کے بھائیوں کی سرزنش کی اور پھر سب بھائیوں کو سلطنت کے مختلف حصے دے کر انھیں ان کا حاکم مقرر کر دیا تاکہ جھگڑا اور فساد ختم ہو جائے۔ اس طرح سب شہزادے اپنا اپنا حصہ لے کر امن وامان سے رہنے لگے۔ کیونکہ دس فقیر ایک کمبل میں سو سکتے ہیں لیکن دو بادشاہ ایک ملک میں نہیں رہ سکتے۔ اگر کسی فقیر کے پاس ایک روٹی ہے تو وہ آدھی روٹی دوسرے فقیر کو دے دے گا۔ لیکن اگر کسی بادشاہ کے پاس ایک ملک ہے تو اسے مزید دوسرے ملک کی ہوس ہوگی۔

I- مختصر جوابات لکھئے :

1. شہزادہ کیسا تھا ؟
2. شہزادہ کے دوسرے بھائی کیسے تھے ؟
3. بادشاہ کے دل میں کس سے نفرت تھی ؟
4. بادشاہ کے دل میں کس سے محبت تھی ؟
5. باپ کی حقارت پر بیٹا کیا کہنے لگا ؟
6. شہزادے کی باتیں سن کر بادشاہ کو کیوں ہنسی آئی ؟

II۔ متن کے حوالے سے درجِ ذیل جملوں کی تشریح کیجئے :

1. "ابا جان پستہ قد عقل والا ، لمبے قد والے بے وقوف سے اچھا ہوتا ہے۔"
2. "میں لڑائی کے وقت پیٹھ دکھانے والوں میں سے نہیں ہوں۔"
3. "بہادرو ! مقابلہ کرو۔ بزدلی مت دکھاؤ۔"
4. "یہ نہیں ہوسکتا کہ قابل لوگ مرجائیں اور نااہل ان کی جگہ حاصل کرلیں۔ دنیا سے اگر ہما کا نام ونشان مٹ جائے تب بھی کوئی شخص الو کے سائے میں بیٹھنا پسند نہیں کرے گا۔"

III۔ تفصیلی جواب لکھئے :

1۔ پڑوسی بادشاہ نے ملک پر کیوں حملہ کیا ؟ اُس کا نتیجہ کیا ہوا ؟

بیٹی جیسی گڑیا

(اطالوی کہانی)

بیٹی کی فرمائش آج بھی پوری ہوتی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔کئی روز سے جب وہ گھر سے روزگار کی تلاش میں نکلتا تو اس کی پوری کوشش ہوتی کہ کسی طرح اس کی مڈ بھیڑ اپنی پانچ برس کی بیٹی سے نہ ہو جائے۔ بہت دن پہلے اس نے اپنی بیٹی سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کے لئے ایک ایسی خوب صورت گڑیا خرید کر لائے گا جو اس کی طرح خوب صورت ہو گی۔معصوم بچی نے پوچھا تھا :

"ابو میں خوبصورت ہوں"

"ہاں بیٹے تم بہت خوب صورت ہو"

حالاں کہ حقیقت اس کے برعکس تھی۔اس کی بیٹی خاصی بدصورت تھی۔آنکھیں بہت چھوٹی، ناک بہت پھیلی ہوئی اور کان بڑے، ہونٹ موٹے اور ٹیڑھے۔ ٹھوڑی نیچے کو جھکی ہوئی، ہاتھ پاؤں بھی ایسے ہی تھے۔ رنگ بھی صاف نہیں تھا۔اس کے ذہن میں بچی کی پیدائش کے بعد کئی بار ذہن میں یہ خیال آیا تھا کہ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اس کی بیٹی کی بدصورتی کم ہو جائے گی۔ لیکن معاملہ اس کے برعکس ہوا اور وہ جوں جوں بڑی ہوئی اس کی بدصورتی نمایاں ہوتی چلی گئی۔اس نے اپنی بیوی کو سمجھا دیا تھا کہ وہ کبھی بیٹی کو یہ محسوس نہ ہونے دے کہ وہ بدصورت ہے بلکہ اس کی تربیت ایسے انداز میں کرے کہ اس کے ذہن میں کبھی یہ احساس پیدا نہ ہو کہ وہ دوسروں کے مقابلے میں کم تر ہے۔بیوی یہ ذمہ داری پوری طرح نباہ رہی تھی۔بُرے دن آتے ہیں تو پوچھ کر نہیں آتے............وہ جس فیکٹری میں کام کرتا تھا ایک تو وہ پہلے ہی خسارے میں جا رہی تھی۔پھر اسے آگ لگ گئی۔کچھ لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ فیکٹری کے مالک نے جان بوجھ کر آگ لگوائی تھی۔تاکہ ایک تو بیمہ کی بھاری رقم وصول کر سکے اور خسارے کا کام چھوڑ کر کوئی نیا کام کرے اور مزدوروں سے بھی جان چھوٹ جائے۔کئی مہینوں سے وہ بے کار تھا۔جو چار پیسے بُرے دنوں کے لئے بچائے تھے وہ بھی ختم ہو چکے تھے۔اب حالات ایسے رُخ پر آگئے تھے کہ وہ کوشش کرتا کہ اسے روزانہ کوئی کام مل جائے تاکہ جب شام کو گھر آئے تو اس کی جیب میں کچھ پیسے ہوں اور ہاتھ میں کھانے

پینے، روزمرہ کی ضرورتوں سے بھرا ہوا تھیلا۔ اکثر اسے کوئی کام نہ ملتا۔ پورے شہر میں بے روزگاری عام تھی اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ حالات کب تبدیل ہوں گے۔

ان حالات میں اس کی بیٹی نے گڑیا کی ضد شروع کردی۔ وہ اب گلی محلے میں کھیلنے چلی جاتی تھی۔ اس کی ماں کو خیال تھا کہ ان کی بیٹی میں خاصا اعتماد پیدا ہوگیا ہے۔ ویسے بھی گلی محلے کے بچے بھی کوئی ایسے گلفام نہیں تھے کہ وہ ان کی بیٹی کی بدصورتی کا مذاق اڑاتے۔ ایک دن وہ گلی کی کسی لڑکی کے پاس گڑیا دیکھ آئی۔ اب وہ یہ ضد تھی کہ اسے بھی ایسی ہی گڑیا خرید کر دی جائے۔ وہ اور اس کی بیوی اپنی بیٹی کو اپنے بُرے حالات کے بارے میں کچھ بتانا نہیں چاہتے تھے۔ اور بتاتے بھی تو شاید یہ بات ان کی بچی کی سمجھ میں نہ آتی۔ اس نے اپنی بیٹی کا دل رکھنے کے لئے ایک گڑیا............خوب صورت گڑیا لا دینے کا وعدہ کرلیا۔ بیٹی جیسی خوب صورت گُڑیا لا کر دینے والا جملہ اس کے منہ سے ایسے ہی نکل گیا تھا۔ لیکن بیٹی کا جواب سُن کر اسے تعجب ہوا تھا" ابّو کیا میں خوبصورت ہوں" اکثر جب وہ کام کی تلاش میں بھٹک رہا ہوتا تو یہ جملہ اس کے کانوں میں گونجنے لگا" کیا میری بیٹی کو معلوم ہوگیا ہے کہ وہ خوبصورت نہیں بلکہ بدشکل ہے ؟" وہ سوچتا............اور کوئی جواب نہ دے پاتا۔ اصل میں وہ اس مسئلے پر قصداً سوچتا ہی نہیں تھا۔ یہ خیال تو خود بہ خود اس کے ذہن میں آجاتا تھا۔

اس کی بیٹی کی ضد میں شدت پیدا ہوتی گئی۔ وہ روتی، ٹھنکتی اور کہتی مجھے گڑیا چاہئے............ مجھے گُڑیا لا کر دو۔

ہر روز جھوٹا وعدہ کر کے تسلی دے کر وہ خود کو بھی خاصا پریشان کر رہا تھا۔ سوچتا وہ اسے کیوں بتا نہیں دیتا کہ وہ ابھی اس کے لئے گُڑیا نہیں خرید سکتا۔ لیکن یہ بتانے کی اس میں جرأت کبھی پیدا نہ ہوسکی۔ جب وہ کام پر جانے لگتا تو وہ اس کے سر ہو جاتی۔ آج گُڑیا لے کر آنا خالی ہاتھ نہ آنا۔ اس نے بیوی سے مشورہ کیا اور صُبح اپنی بیٹی کے جاگنے سے پہلے ہی روزی روزگار کی تلاش میں جانے لگا تا کہ بیٹی سے جھوٹ نہ بولنا پڑے۔

اس روز اسے کئی دنوں کے بعد کام مل گیا۔ ایک دکان دار اپنی دکان کی توسیع اور مرمت کے بعد اسے نئے سرے سے ترتیب دے رہا تھا۔ اسے کچھ مزدوروں کی ضرورت تھی۔ وہ دن اس نے وہاں کام کیا اور اچھے خاصے پیسے اسے مل گئے۔ جب دوسرے دن کام ختم ہونے کے بعد اسے اچھی خاصی رقم ادا کی گئی تو اس نے سوچا آج میں گڑیا خرید کر لے جاؤں گا۔

اس نے کھلونوں کی دکانوں پر ایک مناسب، اچھی گُڑیا کی خوب جانچ پڑتال کی۔ بہر حال گڑیا جو اچھی تھی بہت مہنگی تھی کچھ گڑیاں تو اتنی مہنگی تھیں کہ وہ اپنی پوری کمائی ادا کر کے بھی نہ خرید سکتا تھا۔ تین چار دکانوں پر مختلف قیمتوں کی گڑیاں دیکھنے کے بعد وہ ایک جگہ کھڑا ہوگیا۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ اب کتنے دنوں کے بعد کام ملے گا ان پیسوں سے وہ چند دنوں کے لئے راشن بھی ڈال لینا چاہتا تھا تا کہ گھر میں فاقے کی نوبت نہ آئے۔ بہت حساب کتاب لگا کر اس نے آخری فیصلہ کرلیا۔ آٹھ یا دس روپیے سے زیادہ قیمت کی گڑیا نہیں خرید سکتا تھا۔ اس کی بچی کو بھی گڑیا سے کہیں زیادہ خوراک کی ضرورت

تھی۔گڑیا کا کیا تھا، اچھے دن آنے پر، مستقل ملازمت ملنے پر وہ اسے پھر گڑیا خرید کر دے سکتا تھا۔اس نے جو گڑیا خریدی وہ معمولی تھی، پلاسٹک کی بنی ہوئی بہرحال اس نے گڑیا خریدی، لفافے میں رکھی اور چل پڑا۔

گھر جانے سے پہلے اس نے ضروری سامان خریدا۔ ایک بڑا تھیلا اس سامان سے تقریباً آدھا بھر گیا۔اس کے بعد وہ ٹرام میں سوار ہوکر گھر جلدی پہنچنا چاہتا تھا۔ ٹرام میں بہت ہجوم تھا۔کسی نے دھکا دیا تو بڑا تھیلا اس کے ہاتھ سے گر گیا ادھر ٹرام رکی اور لوگ اس کے تھیلے کو روندتے اُترتے چڑھتے گئے جب ٹرام چلی تو بڑی مشکل سے وہ اپنا تھیلا اُٹھانے میں کامیاب ہوا۔

وہ گھر پہنچا............سامان کا تھیلا دیکھ کر اس کی بیوی کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوگئی۔

ایک ایک کرکے وہ چیزیں نکالنے لگی بیٹی بھی پاس بیٹھی تھی وہ اپنی بیٹی کو اچانک گُڑیا دے کر خوش کرنا چاہتا تھا۔تھیلے کے آخر میں سارے سامان کے نیچے وہ گڑیا والا لفافہ تھا۔

"بوجھو تو میں کیا لایا ہوں"

" گڑیا، گڑیا" وہ خوشی سے چیخنے لگی۔

اس نے لفافے سے گڑیا نکالی۔

پلاسٹک کی گڑیا سامان کے بوجھ اور لوگوں کے قدموں کے نیچے روندے جانے سے بالکل پچک گئی تھی۔ہونٹ ٹیڑھے میڑھے اور موٹے ہوگئے تھے۔آنکھیں اندر کو دھنس گئی تھیں۔ناک بوجھ سے پھیلی ہوئی تھی............گڑیا کا وجود دوہرا تہرا ہوگیا تھا۔وہ حیرت اور قدرے تاسف سے گڑیا کو دیکھنے لگا۔

اس کی بیٹی نے جلدی وہ گڑیا چھین لی......

اسے دیکھا پھر ہنسی............اس کی ہنسی بے ریا اور معصوم تھی......

"بالکل میرے جیسی ہے" وہ بولی "ابو شکریہ۔آپ میری جیسی خوب صورت گڑیا لائے"

اس نے اپنی بیوی کی طرف دیکھا جو آنسو چھپانے کے لئے اُٹھ کر جا رہی تھی۔

I۔ سوالات :

(1) بیٹی کی صورت شکل کیسی تھی ؟

(2) باپ نے اپنی بیوی کو کیا سمجھا دیا تھا ؟

(3) بیٹی کس چیز کے لئے ضد کرتی تھی ؟
(4) باپ اپنی بیٹی کی فرمائش کیوں پوری نہیں کر پا رہا تھا ؟
(5) مزدوری کے پیسے ملنے کے بعد باپ نے کیسی گڑیا خریدی۔ اس کا کیا حشر ہوا ؟
(6) گڑیا کو دیکھ کر بیٹی پر کیا اثر ہوا ؟
(7) ماں کس لئے رونے لگی ؟

غور و فکر

"بیٹی جیسی گڑیا" اطالوی کہانی کا خوبصورت ترجمہ ہے اس کہانی میں احساسات کی خوبصورت ترجمانی ملتی ہے۔
بچو ! اچھا انسان وہ ہے جو دوسرے انسان کے احساسات کو سمجھے اور کسی کے دل کو چوٹ نہ پہنچائے۔

صحبت کا اثر

ایک چڑی مار کے پاس دو طوطے تھے۔ وہ انہیں فروخت کرنا چاہتا تھا۔ سڑک پر سے گزرنے والے جب ان کی قیمت پوچھتے تو جواب دیتا "ایک طوطے کی قیمت دو روپیہ اور دوسرے کی قیمت پچاس روپیہ۔ لیکن کوئی بھی طوطا علاحدہ نہیں بکے گا۔ دونوں طوطے ساتھ بکیں گے"۔ لوگ قیمت سن کر سخت حیران ہوتے کیوں کہ دونوں طوطے بالکل ایک جیسے تھے۔ دونوں کے قد و قامت اور شکل و صورت میں بھی کوئی فرق نہ تھا۔ لیکن قیمت میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ ہر قیمت پوچھنے والا چڑی مار کا جواب سن کر اسے پاگل سمجھتا۔

اتفاقاً ادھر سے شہر کے ایک امیر آدمی کا گزر ہوا جسے طوطے پالنے کا بے حد شوق تھا۔ اس کے چڑیا خانے میں طرح طرح کے طوطے تھے۔ ان میں قیمتی بھی تھے اور معمولی بھی۔ اسے اچھے اور خراب طوطوں کی پہچان بھی خوب تھی۔ اس نے جب ان دونوں کو دیکھا تو یہ اسے بہت ہی معمولی لگے۔ اور قیمت دریافت کرنے پر تو اسے بہت ہی حیرانی ہوئی۔ اس نے چڑی مار سے دریافت کیا "جب دونوں طوطے ایک جیسے ہیں تو پھر ان کی قیمت میں اس قدر فرق کیوں ہے؟"

چڑی مار نے باادب جواب دیا" حضور آزما کر دیکھیں۔ دونوں کا فرق آپ کو معلوم ہو جائے گا۔"

امیر نے قیمت ادا کر کے طوطے خرید لیے۔ انہیں اپنے چڑیا خانے میں داخل کر دیا۔

دوسرے دن صبح سویرے اس نے ایک طوطے کا پنجرہ اپنے پاس منگوایا۔ طوطے نے خدا کا نام لیا۔ اچھے اچھے گیت سنائے اور اچھی اچھی باتیں کیں۔ امیر اس کی باتیں سن کر بہت خوش ہوا۔ اس نے طے کر لیا کہ وہ اس طوطے کو ہمیشہ اپنے پاس رکھے گا تا کہ وہ روز صبح اسے اچھی اچھی باتیں سناتا رہے۔

اگلے دن اس نے دوسرے طوطے کا پنجرہ منگوایا۔ اس نے آتے ہی گندی گندی گالیاں بکنی شروع کیں۔ امیر کو بھی خوب بھلا برا کہا۔ امیر آپے سے باہر ہو گیا۔ اس نے طوطے کو پنجرہ سے باہر نکالا اور چاہتا تھا کہ اسے پٹک کر اس کا کام تمام کر دے کہ پہلا طوطا چیخا اور اس نے التجا کی کہ اس کی جان بخش دی جائے۔

امیر کا غصّہ ٹھنڈا ہو گیا۔ اور اس نے دوسرے طوطے کو پھر پنجرہ میں بند کر دیا۔

پہلے طوطے نے بتایا کہ ہم دنوں بھائی ہیں۔ مجھے کافی عرصے تک ایک بھلے آدمی کے پاس رہنے کا موقع ملا۔ اور میں نے اس کی صحبت میں رہ کر اچھی اچھی باتیں سیکھیں۔ لیکن یہ میرا بھائی برے لوگوں کے یہاں پلا بڑھا۔جن کے یہاں ہر وقت لڑائی جھگڑا اور گالی گلوچ ہوتی رہتی تھی۔اس کے یہاں اس نے گالیاں سیکھ لیں۔ لیکن اس میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ تو ماحول اور صحبت کا اثر ہے۔ میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ اسے معاف کر دیجئے۔

امیر نے سوچا، طوطا ٹھیک ہی کہتا ہے۔یہ تو بے چارہ پرندہ ہے۔ انسان پر بھی سب سے زیادہ صحبت کا ہی اثر پڑتا ہے۔اچھی صحبت میں رہ کر آدمی اچھا بن جاتا ہے اور بری صحبت میں پڑ کر بدمعاش، چور اور لفنگا بنتا ہے۔اور اس وقت زبان کی اہمیت کا بھی احساس ہوا۔لوگ ٹھیک ہی کہتے آئے ہیں کہ سب سے زیادہ اہمیت زبان کی ہے۔زبان ہی سے آدمی کی شناخت ہوتی ہے۔ زبان ہی آدمی کو ہر دلعزیز بنا دیتی ہے اور زبان ہی کی وجہ سے آدمی ہر ایک کی نظروں میں گر بھی جاتا ہے۔جس طرح ایک طوطا اپنی خوش زبانی کی وجہ سے اسے دل و جان سے پیارا ہو گیا اور دوسرا طوطا اپنی بدزبانی کی وجہ سے اس کی نظروں میں گر گیا۔

امیر نے طوطے کو معاف کر دیا اور اسے اچھے طوطے کے ہی ساتھ رکھ کر اچھی اچھی باتیں سکھانے کا عہد کیا !